بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو سب پر مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ★ الف لام میم ★ اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے زندہ ہے اور سب کو زندہ رکھنے والا ہے ★ نازل فرمائی اس نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتریں) ہیں اور اتاری اس نے تورات اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتارا فرقان کو بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کے ساتھ ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے ★ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ رہتی اس پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں ★ وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے کوئی معبود نہیں بجز اس کے (وہی) غالب ہے حکمت والا ہے۔ (۳/ ۱ تا ۶)

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۲۰ رکوع اور ۲۰۰ آیتیں ہیں۔ اس کی تمام آیتیں ہجرت کے بعد مختلف اوقات میں نازل ہوئیں تاہم ابتدائی حصہ کی ۸۳ آیتیں نجران (یمن کے شمالی حصہ میں واقع ریگستان) کے عیسائیوں کے وفد کے متعلق اتریں ان آیات میں نصرانیوں کے عقائد باطلہ کا دلائل حقہ کے ساتھ رد کیا گیا چنانچہ سورہ آل عمران کا آغاز ہی بیان توحید سے فرمایا گیا ہے۔

۱۔ الف لام میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں ان کی تشریح سورہ بقرہ کے آغاز میں ہو چکی ہے۔

۲۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور زندہ ہے تمام عالم کی تدبیر کرنے والا سب کا تھامنے والا (جلالین)
حی اور قیوم اللہ تعالیٰ کی خاص صفات جلیلہ ہیں حی کا مطلب وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا اسے موت یا فنا نہیں۔ قیوم کا مطلب ساری کائنات کا قائم رکھنے والا، محافظ اور نگران ساری کائنات اس کی محتاج وہ کسی کا محتاج نہیں ★ احادیث میں آتا ہے کہ تین آیتوں میں اللہ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعہ سے دعا کی جائے تو رد نہیں ہوتی۔ ایک آیت الکرسی میں اللہ لا الہ الا هو الحی القیوم، دوسری یہی آل عمران کی آیت اور تیسری سورہ طٰہٰ میں وعنت الوجوہ للحی القیوم (ابن کثیر)

۳۔ یہاں کتاب یعنی قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہم نے اس کو آپ پر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

وعنت الوجوه للحي القيوم

نازل کیا ہے یہ کتاب برحق ہے اور اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے * یہ دو وصف جس میں ہوں وہ بلاشک معجزہ
ہے وہ کتاب آسمانی اور وحی الٰہی ہے وصف اول برحق ہونا ، وصف دوم تصدیق کرنا کتب الٰہیہ کا (بحوالہ تفسیر حقانی)
حق کے تحت میں حکمت بھی داخل ہے اور راستی بھی اور قوت دلائل بھی اور یہ تنزیل ہزل کے مقابل ہوا ہے (کبیر، قرطبی)
توریت اور انجیل قرآن مجید کی اصطلاح میں دو مستقل آسمانی کتابوں کے نام ہیں اور قرآن مجید تصدیق انہی کی کرتا ہے (بحوالہ ماجدی)
ہم ۔ الفرقان ۔ اور فرق اصلاً ہم معنی ہیں بجز اس کے کہ فرق کے معنی تو مخصوص اور متعلق اشیاء کے ہیں
خواہ وہ کسی کے درمیان ہوں اور فرقان مخصوص ہے ان اشیاء کے لئے جو حق و باطل کے درمیان ہوں (مفردات)
الفرقان اسم جنس ہے کل کتب آسمانی کے لئے (کشاف) اس سے مراد معجزات و دلائل نبوت ہیں (کبیر) محققین
کی اکثریت اس سے مراد قرآن مجید لیتی ہے (ابن جریر، قرطبی، ابن کثیر، تفسیر بحوالہ ایضاً)
۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے ماسوا کی عبدیت پر بے شمار دلائل قائم ہوچکے اب جو کوئی جان بوجھ کر
ان نشانیوں کا انکار کرے اور عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور کو خدا کا شریک ماننے لگے اس کے لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ غالب ہے
کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا جو چاہے کرے اور جو چاہے فیصلہ کرے سخت بدلہ لینے والا ہے اسے بدلہ لینے سے کوئی نہیں روک سکتا (تفسیر عثمانی)
سنت الٰہی اس بارے میں یہ ہے کہ جو لوگ کفر و سرکشی کے ساتھ "الکتاب" کا مقابلہ کرتے ہیں اور "الفرقان"
یعنی جوہر عقل و تمیز سے کام نہیں لیتے ان کے لئے دنیا میں نامرادی ہوتی ہے اور آخرت میں عذاب (ترجمان)
۵ ۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے آسمان و زمین کی کوئی چھوٹی بڑی مخفی اور ہونے والی چیز بھی
پوشیدہ نہیں یہ وسعت علمی اس کے ساتھ خاص ہے * علم باری ہر حیثیت سے کامل ہے اور چھوٹی بڑی ہر چیز پر حاوی ہے (ہم)
۶ ۔ "وہی ہے جو تمہاری شکلیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے" مرد ، عورت ، گورا ، کالا ،
خوبصورت ، بدشکل وغیرہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادہ پیدائش
ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے
ہی دن پارہ گوشت کی صورت میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر
اس کے عمل اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت اس میں روح ڈالتا ہے ... الخ (صدر الافاضل حاشیہ کنز الایمان)
خلاصہ : الم * اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے حی اور قیوم
اللہ تعالیٰ کی صفات خاص ہیں * قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ قرآن مجید اس سے
پہلے انبیاء و رسل پر نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے * اپنے اپنے وقت میں توریت و انجیل بھی ذریعہ
ہدایت تھیں لیکن اب قرآن مجید نازل ہوچکا یہ رہتی دنیا تک ہدایت کے لئے کافی ہے یہ حق و باطل کی پہچان یعنی
فرقان ہے * وہی ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے ۔ خوبصورت ، بدصورت ، گورا
یا کالا ، سیاہ ، سفید ، سرخ ، نیک بخت یا بدبخت ، سعید یا شقی * اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غالب ہے حکمت والا ہے

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ
وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ
اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ
لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ ع

وہ وہی (اللہ) ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے (اسی حصے کے) پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے شورش کی تلاش میں اور اس کے (غلط) مطلب کی تلاش میں درآنحالیکہ کوئی اس کا (صحیح) مطلب نہیں جانتا بجز اللہ کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لے آئے (وہ) سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں * اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کر بعد اس کے تو ہمیں سیدھی راہ دکھا چکا اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے * اے ہمارے پروردگار بے شک تو (تمام) لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن جس کے وقوع میں (ذرا) شبہ نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں جاتا * (۳/۷ تا ۹)

۷۔ قرآن مجید میں ایسی آیتیں بھی ہیں جن کا بیان بہت واضح بالکل صاف اور سیدھا ہے ہر شخص ان کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور بعض آیتیں ایسی بھی ہیں جن کے مطلب تک عموماً ذہن رسائی نہیں کر سکتے اب جو لوگ دوسری قسم کی آیتوں کو پہلی قسم کی طرف لوٹائیں یعنی جس مسئلہ کی صراحت جس آیت میں پائیں لے لیں تو وہ راستی پر ہیں اور جو صاف و صریح آیتوں کو چھوڑ کر ایسی آیتوں کو دلیل بنائیں جو ان کے فہم سے بالاتر ہیں اور ان میں الجھ جائیں یہ وہ ہیں جو منہ کے بل گر پڑے ام الکتاب یعنی اصل اصول کتاب اللہ کی وہ صاف اور واضح آیتیں ہیں شک و شبہ میں نہ پڑو اور کھلے احکام پر عمل کرو انہی کو فیصلہ کرنے والی مانو اور جو نہ سمجھ میں آئے اسے بھی ان سے سمجھو بعض آیتیں ایسی بھی ہیں کہ جو معنی قرآن کے ایسے ہیں جو ظاہر آیتوں کے موافق ہوں اور ممکن ہے اس کے سوا اور معانی بھی نکلیں گو وہ حرف لفظ اور ترکیب کے لحاظ سے ہوں نہ کہ واقعی طور پر ان غیر ظاہر معنوں میں نہ کھینچو۔ محکم اور متشابہ کے بہت سے معنی سلف سے منقول ہیں حضرت ابن عباسؓ تو فرماتے ہیں کہ محکمات وہ ہیں جو ناسخ ہیں جن میں حلال حرام احکام نہی منع ممنوعات حدیں اور اعمال کا بیان ہو * یحییٰ بن یعمر فرماتے ہیں یہ فرائض و احکام اور حلال و حرام کی آیتیں ہیں *

متشابہات ان آیتوں کو کہتے ہیں جو منسوخ ہیں اور جو پہلے کی ہیں اور جو پیچھے کی ہیں اور جن میں مثالیں دی گئی ہیں اور قسمیں کھائی گئی ہیں اور جن پر صرف ایمان لایا جاتا ہے * حضرت مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد سورتوں کے شروع کے حروف مقطعات ہیں * متشابہات کی سچائی میں کلام نہیں نہ ان میں تحریف و تاویل کرنی چاہیئے ان سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ایمان کو آزماتا ہے جیسے حلال حرام سے آزماتا ہے (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کے کلام میں وہ آیات (کہ جن پر احکام شریعت، امر و احکام قیامت و تذکیر آخرت کا مدار ہوتا ہے جن کو ام الکتاب یعنی اس کی بنیاد کہتے ہیں) صریح اور کھلی کھلی ہوتی ہیں اور کہیں کہیں کسی امر اور مصلحت سے ایسے جملے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے کئی معنی اور پیچیدہ مطلب ہوتا ہے اور اس کلام کا دوسرا پہلو بھی اکثر پہلو کا ہم ہوتا ہے جن عبارات سے ان کا استدلال ہے وہ از قسم متشابہات ہیں * محکم اور متشابہ کے معنی لغت میں مضبوط اور ملتے جلتے کے ہیں مگر محکم مضبوط بنیاد کہتے ہیں اور جو دو چیزیں آپس میں ملتی جلتی ہیں ان کو متشابہ کہتے ہیں (تفسیر حقانی)

۸- یعنی ہم کو صراط المستقیم پر قائم رکھ اور ہمارا حال کسی ٹیڑھ و انحراف کا سا نہ ہو جائے جو گمراہ ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا حشر نہ ہو۔ یہ ساری دعا راسخون فی العلم کی زبان سے ہے یعنی علم دین میں پختہ کار اور کی زبان سے ہے * الذین خود اپنے کسی عمل پر ناز و دعوی نہیں ہوتا یہ نہیں کہتے کہ ہمیں ہمارے حسن عمل کے انعام میں راہ راست پر قائم رکھ بلکہ کہتے ہیں محض اپنے فضل و کرم لطف و عنایت سے راہ ہدایت پر مستقیم رکھ" (فوائد بحوالہ ماجدی)

۹- اے ہمارے رب ہمیں یقین ہے کہ تو قیامت کے دن سب کو ایک جگہ ایک وقت میں جمع فرمائے گا اس دن ہماری طلب پرسش فرمانا اس مجمع میں ہماری رسوائی نہ ہو اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایمان دیا۔ ہدایت دی۔ اور تو نے مومنوں کے لئے رحمت کا وعدہ فرمایا اور تو اپنے سارے وعدے پورے فرمانے والا ہے (تفسیر نعیمی)

فوائد: بندہ کی ہدایت بے شمار رب کی طرف سے ہے * آداب دعا میں ہے کہ پہلے اور آخر میں حمد الٰہی اس کے بعد درمیان میں دعا ہو کہ حمد و درود میں گھری ہوئی دعا رد نہیں ہوتی * اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرے جو اپنی دعا کے موافق ہو (ایضاً)

خلاصہ: محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر و نواہی، احکام و مسائل اور قصص و حکایات ہیں جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کے سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا اس کے برعکس متشابہات ہیں مثلاً اللہ کی ذات، قضا و قدر کے مسائل، جنت و دوزخ، ملائکہ وغیرہ یا ماورائے عقل حقائق کہ ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم از کم ایسا ابہام ہو جس سے عام لوگ گمراہی میں پڑ جائیں۔ اسی لئے آگے فرمایا کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور فتنے برپا کرتے ہیں * صحیح العقیدہ محکمات پر عمل کرتا ہے اور متشابہات کے مفہوم کو بھی (اگر اس میں اشتباہ ہو) محکمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ قرآن نے انہی کو اصل کتاب قرار دیا ہے * ہدایت، دلوں کو کج نہ کرنے اور طلب رحمت کی دعا * قیامت جس کے آنے میں شک نہیں اور جس روز سب جمع کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے سارے وعدے اس دن پورا فرمائے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ
وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُل
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝
قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ
يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ کافروں کو ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے چھڑانے میں کچھ کام نہ آئیں گی یہ تو جہنم کا ایندھن ہی ہیں * جیسا آل فرعون کا حال ہوا اور ان کا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پھر اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے * کافروں سے کہہ دیجئے! کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے * یقیناً تمہارے لئے عبرت کی نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو گتھ گئی تھیں ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا وہ انہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے (۳/ ۱۰ تا ۱۳)

۱۰۔ کافر جہنم میں جلنے والی لکڑیاں ہیں ان ظالموں کو اس دن عذر معذرت کام نہ آئے گی ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے ان کے مال اور ان کی اولادیں بھی انہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکیں گی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی * کافروں کا شہروں میں گھومنا گھامنا تجھے فریب میں نہ ڈالے یہ تو معمولی سا فائدہ ہے پھر ان کی جگہ جہنم ہی ہے جو بدترین بچھونا ہے اسی طرح یہاں یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کی باتوں کے جھٹلانے والے اس کے رسولوں کے منکر اس کی کتاب کے مخالف اس کی وحی کے نافرمان اپنی اولاد اور اپنے مال سے کوئی بھلائی کی توقع نہ رکھیں یہ جہنم کی لکڑیاں ہیں جن سے جہنم سلگائی اور بھڑکائی جائے گی (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۔ ان (کافر) لوگوں کی عادت آیات کے جھٹلانے میں ایسی ہے جیسے فرعون اور اس کے اتباع اور ان جماعتوں کی جو ان سے پہلے گزریں جیسے قوم عاد و ثمود کہ ان سب نے ہماری آیتوں اور حکموں کو جھٹلایا سو ان کو اللہ نے ہلاک کیا ان کے گناہوں کی شامت سے اور اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے (جلالین)

۱۱۔ نیک اور بد بندوں کی سیرت بیان فرما کر اس مقام سے کچھ حال بادشاہوں کا بیان فرماتا ہے جنہوں نے بڑا جرم یہی ایک جرم کیا تھا کہ آیات اللہ کی تکذیب کی تھی بلکہ نیک بندوں کے ساتھ طرح طرح سے بدسلوکیاں بھی کی تھیں مگر اس نے ان پر عزیز ذو انتقام کا غصہ بھڑکا اور ان کو ذلت سے ہلاک کیا اس لئے (بادشاہوں) کے ہلاک

مدینہ سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے کہ اے رسولؐ! کافروں اور آیات اللہ کی تکذیب کرنے والوں کو پہلے سے مطلع کر دو کہ تم زور و کثرت پہ گھمنڈ نہ کرو عنقریب دنیا میں مغلوب کئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم میں جمع کئے جاؤ گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام الٰہی پہنچا دیا (تفسیر حقانی)

۱۳۔ "بے شک تمہارے لئے نشانی تھی" اس کے مخاطب یہود ہیں اور بعض کے نزدیک تمام کفار اور بعض کے نزدیک مومنین (حل م) "دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے" یعنی کہ غزوہ بدر میں "ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب۔ ان کی تعداد کل ۳۱۳ تھی ۷۷ مہاجرین اور ۲۳۶ انصار۔ مہاجرین کے صاحب رایت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے اور انصار کے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔ اس کل لشکر میں دو گھوڑے ستر اونٹ چھ زرہیں آٹھ تلواریں تھیں۔ اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ شہید ہوئے چھ مہاجر آٹھ انصار۔ "اور دوسرا گروہ کافر" کفار کی تعداد نو سو پچاس (950) تھی ان کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور سات سو اونٹ اور بکثرت زرہ اور ہتھیار تھے (حل م) "کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے" "خواہ اس کی تعداد قلیل ہو اور سروسامان کی کتنی ہی کمی ہو (کنز الایمان)

۱۰تا۱۳۔ **النَّارِ** یعنی آتش جہنم۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا** کافروں کی ہر صنف ہر نوع پر شامل (روح المعانی) **كَدَأْبِ** دأب کے معنی حالت یا عادت کے ہیں (قرطبی م) **الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ** یعنی وہ نافرمان قومیں جو تم سے پہلے قدیم تر ہو گئی ہیں۔ **آيَاتِنَا** یہ نشانیاں خواہ آسمانی صحیفوں اور نوشتوں کی صورت میں ہوں یا معجزات و خوارق عادت ہوں یا دلائل توحید ہوں (قرطبی م روح المعانی بحوالہ ماجدی)

فوائد: آخرت میں مال و اولاد کا کام نہ آنا اور ان کے ذریعہ عذاب الٰہی دفع نہ ہونا کفار کے ساتھ ہی خاص ہے ان شاء اللہ مسلمانوں کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی اور ان کے ذریعہ عذاب الٰہی دفع بھی ہوگا * مسلمانوں کے صدقات آخرت میں کام آئیں گے * اللہ نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا * تعداد کی زیادتی اور کمی سے کچھ نہیں ہوتا محض اللہ کے فضل اور عدل سے

خلاصہ: کافر جہنم کا ایندھن ہیں ان کا مال اور اولاد عذاب الٰہی سے بچانے میں بے سود ہوں گے * جن قوموں نے آیات الٰہی یعنی آسمانی کتابوں، معجزات وغیرہ جو دلائل توحید ہیں کو جھٹلایا تو ان پر سخت عذاب آیا جیسا کہ فرعونیوں اور ان سے پہلی قوموں پر ہوا * کافر مغلوب ہوں گے اور جہنم میں جمع کئے جائیں گے۔ یہاں مراد یہود بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ ہیں۔ اول الذکر دو قبیلے جلاوطن ہوئے اور آخر الذکر قتل ہوئے۔ پھر خیبر فتح ہوا اور تمام یہودیوں پر جزیہ عائد کیا گیا (فتح القدیر) * ہر فریق دوسرے فریق کو اپنے سے دوگنا دیکھتا تھا۔ کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی انہیں مسلمان دو ہزار کے قریب دکھائی دیتے تھے مقصد اس سے مسلمانوں کی دھاک بٹھانا تھا اور مسلمانوں کی تعداد تین سو سے کچھ زائد (۳۱۳) تھی لیکن مسلمانوں کو ۶۰۰ تا ۷۰۰ کافر نظر آتے تھے مقصد اس سے مسلمانوں کے عزم و ہمت میں اضافہ کرنا تھا۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ
مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ
مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝
اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

لوگوں کو مرغوب چیزوں کی خواہش بھلی معلوم ہوتی ہے عورتوں کی اور اولاد کی اور سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے ڈھیروں کی اور پلے ہوئے گھوڑوں کی اور چارپایوں کی اور کھیتی کی یہ سب زندگی دنیا کا سامان ہے اور عمدہ ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے * (اے محبوب ان سے) کہہ دیجئے کہ کیوں تم کو اس سے کہیں بہت بہتر چیز بتادوں (وہ یہ کہ) پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہا کریں گے اور (ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں اور خوشنودی ان کے لئے اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے * (یہ ان کے لئے ہے) جو کہ کہا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمارے گناہ معاف کردے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیو۔ (۳/۱۴ تا ۱۶)

۱۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کی زندگی کو طرح طرح کی لذتوں سے زینت دی گئی ہے ان سب میں پہلے عورتوں کو بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ ان کا فتنہ بڑا زبردست ہے صحیح حدیث میں ہے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ مردوں پر عورتوں سے زیادہ خوفناک اور کوئی فتنہ نہیں" ہاں جب کسی شخص کی نیت نکاح کرکے زنا سے بچنے کی اور اولاد کی کثرت کی ہو تو بے شک یہ نیک کام ہے اس کی رغبت شریعت نے دلائی ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے * ٹھیک اسی طرح مال بھی ہے کہ اگر اس کی محبت نادار لوگوں کو حقیر سمجھنے کے لئے اور مسکینوں غریبوں پر فخر کرنے کے لئے ہے تو بے حد بری چیز ہے اور اگر مال کی خواہش اپنوں اور غیروں سے سلوک کرنے نیکیاں کرنے بھلی راہوں میں خرچ کرنے کے لئے ہے تو ہر طرح شرعاً اچھی اور بہت اچھی چیز ہے * بہت زیادہ مال کو قنطار کہتے ہیں * گھوڑوں کی محبت کی بھی تین اقسام ہیں ایک تو وہ لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کے لئے ان کے لئے یہ گھوڑے اجر و ثواب کا باعث ہیں دوسرے وہ جو فخر و غرور کے طور پر پالتے ہیں یہ ان کے لئے وبال ہے تیسرے وہ جو سوال سے بچنے اور اس کی نسل کی حفاظت کے لئے پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے اس میں ان کے لئے اجر ہے اور نہ عذاب ہے * مسومہ کے معنی چرنے والا اور پنج کلیان وغیرہ کے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے دو دعائیں کرتا ہے (۱) یا اللہ!
جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے۔ "انعام"
سے مراد اونٹ، بکریاں، گائیں ہیں۔ حرث سے مراد وہ زمین ہے جو کھیتی ہو یا باغ لگانے کے لئے تیار
کی جائے۔ پھر فرمایا کہ یہ سب دنیاوی فائدہ کی چیزیں ہیں اور یہیں کی زینت و نفع کی چیزیں ہیں جو فانی اور
زوال پانے والی ہیں۔ اچھی لوٹنے کی جگہ اور بہترین ثواب کا مقام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۵۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قوم سے کہہ دو کہ میں تمہیں ایسی بات بتلا دوں جو اس خواہش نفس و رغبت
مال اور اولاد وغیرہ سے بہتر ہے؟ جو لوگ شرک سے بچتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب نے
ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہروں میں پانی بہتا ہے۔ وہ ان میں داخل ہوں گے اور کبھی نہ نکلیں گے
اور ان کے واسطے وہ بیویاں ہیں جو تمام پلیدیوں سے پاک و صاف ہیں اور اللہ کی خوشنودی ان پر ہوگی
حق تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور اللہ اپنے بندوں کا حال دیکھتا جانتا ہے۔ (تفسیر جلالین)

۱۶۔ (یہ ان لوگوں کے لئے ہے) جو اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ ہمارے رب ہم تجھ پر ایمان لائے
سو تو ہمارے گناہ معاف کر اور عذاب النار سے بچا لے۔ (تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی)

لِلنَّاسِ الناس سے مراد مکلف افراد ہیں (المنار) حُبُّ الشَّهَوٰتِ یہاں مشتہیات کے معنی میں ہے یعنی مرغوب
و دل پسند چیزیں۔ عربی زبان میں یہ استعارہ تعلق و اتصال کی بنا پر عام ہے (راغب، المنار، کشاف)
زُيِّنَ لِلنَّاسِ انسان کی نظر میں ان چیزوں کی رغبت و کشش بطور امر طبعی کے ہے اور بذات خود محبت
نفس انسان مکلف ان کا شوق کہ ازالہ کا نہیں البتہ صرف عقل سلیم و احکام شریعت کے ماتحت رکھنا چاہیے (روح المعانی)
الْقَنَاطِيرِ قنطار کی جمع ہے یعنی مال کثیر (ابن جریر، روح المعانی) مَتَاعُ یعنی ایسی چیز جس کی حیثیت سے
کچھ وقت کے لئے نفع حاصل کیا جائے (راغب) مُطَهَّرَةٌ پاک صاف کی گئی ہر جسمانی آلودگی و نجاست سے ([illegible] ماجدی)

فوائد: بیوی، مال اور اولاد وغیرہ کی جائز محبت منع نہیں ✲ ترک دنیا اہل و عیال سے بے خبر ہونا شرعاً ناپسندیدہ ہے ✲
دنیا کی بے جا محبت جو آخرت سے غافل کر دے مذمت میں ہے ✲ آخرت بہر حال دنیا سے بہتر ہے ✲ حصول جنت
کے لئے ایمان و عمل دونوں ضروری ہیں ✲ نیک اعمال کی برکت سے دعا کرنی چاہیے (ماخوذ از تفسیر نعیمی)

خلاصہ: پسندیدہ چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کر دی گئی مثلاً عورتیں، اولاد، سونا چاندی کے ڈھیر، گھوڑے
مویشی اور کھیتی باڑی۔ یہ سب سازو سامان حیات ہیں لیکن لوٹنے کا بہترین مقام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ✲
فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاؤں؟ پرہیزگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس جنت (کے باغات) ہیں جن کے
نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ پاکیزہ بیویاں اور دولت رضائے حق تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے
کے ہر عمل پر نظر فرماتا ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ
لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ
اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(یہ مصیبتوں میں) صبر کرنے والے ہیں اور (ہر حالت میں) سچ بولنے والے ہیں اور (عبادت میں) عاجزی کرنے والے ہیں
اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی مانگنے والے ہیں پچھلی رات کے وقت ★ شہادت دی
اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی معبود سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے
(ان سب نے یہی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل و انصاف کو۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا
حکمت والا ہے ★ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور نہیں جھگڑا کیا جن کو دی گئی تھی کتاب
مگر بعد اس کے کہ آگیا تھا ان کے پاس صحیح علم (اور یہ جھگڑا) باہمی حسد کی وجہ سے تھا اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی
آیتوں کا تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے پھر اگر (اب بھی) جھگڑا کریں آپ سے تو آپ کہہ دیجیے
کہ میں نے جھکا دیا ہے اپنا سر اللہ کے سامنے اور جنھوں نے میری پیروی کی اور کہیے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی
گئی اور ان پڑھوں سے کہ کیا تم اسلام لائے پس اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ
پھیر لیں تو آپ کے ذمہ تھا کہ آپ پیغام پہنچا دیں (جو آپ نے پہنچا دیا) اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے (اپنے) بندوں کو

۱۷۔ اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔ یہ متقی لوگ اطاعت الٰہی بجا لاتے
ہیں اور حرام چیزوں سے رکتے ہیں صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اور اپنے ایمان کے دعوے میں بھی سچے ہیں
کل اعمال خیر بجا لاتے ہیں خواہ وہ نفس پر بھاری پڑیں اطاعت اور خشوع و خضوع والے ہیں
اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاں جہاں حکم ہے خرچ کرتے ہیں صلہ رحمی میں رشتہ داری کو باقی
رکھنے میں برائیوں کے روکنے میں ہمدردی اور خیر خواہی کرنے میں حاجت مندوں مسکینوں اور فقیروں کے
ساتھ احسان کرنے میں سخاوت سے کام لیتے ہیں اور سحری کے وقت پچھلی رات کو اٹھ اٹھ کر استغفار
کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت استغفار بہت افضل ہے (تفسیر ابن کثیر)

۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں اور دلیلوں سے اپنی مخلوق کو بتا دیا وہ ظاہر فرما دیا کہ اس کے سوا کوئی
لائق پرستش نہیں اور تمام فرشتے اور پیغمبر اور تمام مسلمان اسی کا اقرار کرتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں وہی

اگر وہ تمام موجودات کی تدبیر فرماتا ہے اور ہر چیز کا انصاف فرماتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ
اپنی بادشاہت میں غالب۔ اس کے سب کام حکمت کے ہیں۔ (جلالین)

۱۹۔ یہی مذہب حقانی اور مقبول عند اللہ ہے اور مذہب اسلام اسی کا نام ہے تمام انبیاء اور ہر
بنی آدم کا فطرتی مذہب یہی ہے۔ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مجدد ہیں۔
ذکر موحد اور اب جو یہود و نصاریٰ اور دیگر اہل مذاہب اختلاف کرتے ہیں تو بسبب دلائل حقہ سے
اعراض کرکے محض حسد اور نفسانیت سے کرتے ہیں اس کے بعد مذہب اسلام کا عیوب تلف سے برحق ہونا
ثابت فرما دیا ہے اسلام کے لغوی معنی فرمانبرداری کرنا اور شرع میں ایمان اور اسلام سے ایک
معنی مراد ہیں ہاں کبھی لغوی معنی کے لحاظ سے دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ جیسا کہ قل لم
(۴۹/۱۴)
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا تب ایمان سے مراد تصدیق قلبی اور اسلام سے انقیاد ظاہری لی جاتی ہے (تفسیر حقانی)

۲۰۔ (پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو فرما دو) میں اور میرے متبعین ہمہ تن اللہ تعالیٰ کے
فرمانبردار و مطیع ہیں ہمارا دین دین توحید ہے جس کی صحت تمہیں خود اپنی کتابوں سے بھی ثابت ہو چکی ہے تو
اس میں تمہارا ہم سے جھگڑا کرنا بالکل باطل ہے * جتنے کافر غیر کتابی ہیں وہ امیین میں داخل ہیں انہیں میں
ہوسکے مشرکین بھی ہیں * اور دین اسلام کے حضور پر نور سے ختم کیا یا موجود رہا ہمیشہ قائم رہنے کے تمام الٰہی
تک اپنے فکر پر ہو یہ دعوت اسلام کا ایک پیرایہ ہے اور اس طرح انہیں دین حق کی طرف بلایا جاتا ہے
(حکم تبلیغ کا کام) وہ تم نے پورا کر دیا اس سے انہوں نے نفع نہ اٹھایا تو نقصان انہی کا رہا اس کی
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے سے رنجیدہ نہ ہوں (حاشیہ کنزالایمان)

فوائد: نیکی پر پابندی کرنا چاہئے * اپنی زبان، دل اور نفس سب سچے رکھو * نماز تہجد سب سے بہتر عبادت ہے *
دلائل و عبادت کی گواہی معتبر ہے * کوئی فرشتہ بے دین نہیں * کبھی حسد سے دین جاتا رہتا ہے * توحید الٰہی
کی گواہی دینا سنت الٰہیہ بھی ہے سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت علماء بھی ہے (تفسیر نعیمی)

خلاصہ: صبر، سچ، انفاق اور رات کے پچھلے پہر عفو و مغفرت طلبی اولیاء اللہ کے صفات ہیں *
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ کی یہ گواہی کتب آسمانی اور کائنات میں
موجود نشانیوں اور دلیلوں سے ظاہر ہے۔ ملائکہ اور اہل علم کی بھی یہی گواہی ہے * اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اسلام دین مقبول ہے۔ جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے یعنی انبیاء و مرسلین، ہادیان و پیغمبران کا یہی دین
اسلام ہے۔ اہل کتاب کا اختلاف محض ان کے حسد اور ضد کے باعث ہے جبکہ انہیں اس کا صحیح علم ہو گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فریضہ دعوت حق کا حق پورا فرما دیا جو اسلام قبول کرے فائدہ پائے اور جو انکار کرے
نقصان اٹھائے گا * اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال و کوائف سب کچھ دیکھ رہا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ
يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِينَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ
الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ
مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّآ
أَيَّامًا مَّعْدُودٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ
إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق
قتل کر ڈالتے ہیں اور ان لوگوں کو جو عدل کا حکم دیتے ہیں انہیں مار ڈالتے ہیں سو آپ انہیں عذاب دردناک کی
خوشخبری سنا دیجئے ✶ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ✶
کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب الٰہی سے حصہ دیا گیا تھا انہیں کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ
ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک فریق بے رخی کرتا ہوا منہ پھیر لیتا ہے ✶ یہ اس سبب سے کہ
یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو آتش جہنم چھوئے گی بھی نہیں بجز (صرف) گنتی کے دنوں کے اور جو کچھ یہ تراشتے رہتے ہیں اس نے
انہیں ان کے دین کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے ✶ سو اس دن جس کے آنے میں ذرا شبہ نہیں جب ہم
انہیں اکٹھا کر لیں گے تو کیا حال ہوگا اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر
(ذرا) ظلم نہ کیا جائے گا۔ (۳/ ۲۱ تا ۲۵)

الا۔ یہاں (اہل) کتاب کی مذمت بیان ہو رہی ہے جو گناہ اور حرام کام کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اگلی پچھلی
باتوں کو جو اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ پہنچائیں جھٹلاتے رہتے تھے اتنا ہی نہیں بلکہ پیغمبروں کو مار ڈالا کرتے تھے بلکہ
اس قدر سرکش تھے کہ جو لوگ انہیں عدل و انصاف کی باتیں سکھائیں انہیں بے دریغ تہ تیغ کر دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ
کبر و غرور یہی ہے کہ حق کو نہ ماننا اور حق والوں کو ذلیل جاننا۔ مسند احمد و ابن ابی حاتم میں ہے کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسے
ہوگا جو کسی نبی کو مار ڈالے یا کسی ایسے شخص کو جو بھلائی کا بتانے والا اور برائی سے بچانے والا ہو ✶ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت میں قتل کیا پھر ایک سو ستر (۱۷۰) بنو اسرائیل
کے ایماندار جو انہیں روکنے کو اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انہیں بھلائی کا حکم دے رہے تھے اور برائی سے روک رہے تھے
ان سب کو اسی دن کے آخری حصہ میں مار ڈالا اس آیت میں اللہ تعالیٰ انہی کا ذکر فرما رہا ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ
انہیں دردناک ذلت والے عذابوں کی خبر پہنچا دو۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۲۔ وہی تو ہیں جن کے عمل خیر مثل صدقہ اور صلہ رحمی کرنے کے دین و دنیا میں باطل ہوئے۔ دنیا میں
ان کا اعتبار نہ آخرت میں ان پر ثواب کیوں کہ جب ایمان ہی نہیں تو عمل خیر کیا کام آسکتے ہیں اور کوئی
ان کو عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گا۔ (جلالین)

۲۳۔ ان اہل کتاب کی خصوصیت یہ تھی کہ جب ان کے باہمی تنازعات کے فیصلہ کے لیے کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا
بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی
کہ جو کتاب اللہ کہہ دے مانو تو وہ روگردانی کر چلے جاتے تھے۔ یہود کے اہل علم نے زنا کے فیصلہ کے لئے جب حضور
جب یہود نے زنا کیا تو اس گناہ کی سزا
یہود نے حضور اکرم سے رجوع کیا تو آپ نے قرآن مجید کے حکم کے موافق رجم (سنگسار) کرنے کا فیصلہ دیا۔ تو یہود نے انکار کیا
تورات میں بھی ایسا ہی ہے۔ یہود کے علماء نے تورات کے اس حکم والی آیت کو چھپانا چاہا لیکن حضرت عبداللہ بن سلام نے
تورات میں سے وہ آیت پڑھ کر سنا دی جس میں رجم کا حکم ہے (کتاب احبار باب ۲۰ و ۲۱ میں تصریح ہے) جس پر
اپنی ذلت کے سبب
یہود کے علماء نہایت نادم ہوئے اور اکثر کر کھڑے ہوگئے۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۲۴۔ کتاب سے روگردانی کرنے کی * یہ جرأت انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے
دن * یعنی چالیس دن یا ایک ہفتہ پھر کچھ غم نہیں * اور ان کے دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو باندھتے تھے * بحوالہ کنز الایمان
اور ان کا قول تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں وہ ہمیں گناہوں پر عذاب نہ کرے گا مگر بہت تھوڑی مدت (حاشیہ)

۲۵۔ یوم لا ریب فیہ۔ یعنی قیامت کے دن۔ اس طرز تسمیہ سے مقصود قیامت کا محض ذکر ہی
کر دینا نہیں بلکہ اس کے وقوع کی قطعیت کو ذہن میں تازہ کر دینا ہے۔ فکیف اس طرز
استفہام سے مقصود عذاب کی ہولناکی کا اظہار ہے۔ ما کسبت جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے خواہ حسنات ہوں یا سئیات (ماجدی)

فوائد: انکار ہی گناہوں کی جڑ ہے * عالم دین نائب رسول ہے * مرتد کی نیکیاں باطل ہو جاتی ہیں *
انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے * دین کو اپنی رائے کے مطابق کرنے کی کوشش طریقہ یہود ہے *
مومن کی عبادت برباد نہ ہوگی * رحمت رب پر امید ایمان کا رکن ہے * علم دین اللہ کی بڑی نعمت ہے (تفسیر نعیمی)

خلاصہ: یہودیوں کی بدخصلتی اور سرکشی کا یہ حال ہو گیا تھا کہ انہوں نے ناحق قتل انبیاء کا ارتکاب کیا
اور یہی نہیں بلکہ جو لوگ انہیں حق و صداقت بھلائی کے راستے پر گامزن دیکھنا اور برائیوں سے بچانا چاہتے تھے ایسے
نیکوکاروں کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ انبیاء کے ساتھ ان صالحین کا ذکر گویا ان مخلصین کی عظمت کا اظہار ہے *
یہود کی بے راہ روی اور حق ناشناسی کا ثبوت ہے کہ جس کتاب کو وہ کلام الٰہی کہتے اور مانتے تھے جب اسی کے
احکام کے موافق انہیں عمل پیرائی کی تاکید کی گئی تو وہ منکر ہو گئے اور منہ موڑ کر چلے گئے کیوں کہ اگر وہ
ان پر عمل کرتے تو ان کے اغراض دنیوی اور نفس کی خواہشات کی تکمیل نہ ہوتی * انہیں یہ زعم باطل اور غلط فہمی تھی
کہ انہیں عذاب نہ ہوگا اور اگر ہوگا بھی تو چند گنتی کے دنوں تک پھر وہ چھوڑ دئے جائیں گے۔ اس پر واضح فرما دیا گیا کہ یہ سب لغو
باتیں ہیں * قیامت کے دن ہر ایک کو اس کئے ہوئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا خواہ اچھائیاں ہوں یا برائیاں اور کسی پر ذرا بھی
ظلم نہ ہوگا *

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ
تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ
الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝
لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ
فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ
وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ ۝ (اے محبوب! آپ یہ) کہیے کہ اے ملک کے مالک تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی
دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا
ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں (سب) بہتری ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے * تو رات کو
دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور تو مردوں سے زندہ اور زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہے
اور جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے * ایمان داروں کو نہ چاہیے کہ ایمان داروں کو چھوڑ کر
کافروں کو دوست بنائیں اور جو ایسا کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف سے کسی حمایت میں نہیں ہاں اگر
تم ان سے کوئی بچاؤ کرنا چاہتے ہو (تو کوئی مضائقہ نہیں) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور
اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا ہے * (۳/۲۶ تا ۲۸)

۲۶۔ اے اللہ مالک الملک تو ہے تمام ملک تیری ملکیت ہے جسے تو چاہے دے اور جس سے چاہے دیا ہوا لے لے تو ہی ہے
دینے والا ہے تو جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے ہو ہی نہیں سکتا اس آیت میں .... نعمت کے شکر کا بھی حکم ہے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو مرحمت فرمائی تھی کہ نبوت بنی اسرائیل سے ہٹا کر نبی عربی سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی تھی اور آپ کو علی الاطلاق خاتم الانبیاء اور تمام انس و جن کی طرف رسول بنا کر آنے والے
بنا کر بھیجا گیا تمام امتوں کی خوبیاں آپ میں جمع کر دیں اور وہ فضیلتیں آپ کو دی گئیں [illegible] اور تمام انبیاء میں نہیں *
آپ پر اللہ تعالیٰ نے آخرت کے کل حقائق کھول دیے آپ کی امت کو مشرق و مغرب تک پھیلا دیا آپ کے دین اور آپ کی
شریعت کو تمام دینوں اور کل مذہبوں پر غالب کر دیا اللہ تعالیٰ کا درود و سلام آپ پر نازل ہو ۳۴۳ [illegible] ۲۷۔ تو ہی رات کی ۳۴۳ نئی سطر
زیادتی کو دن کے نقصان میں بڑھا کر دن رات کو برابر کر دیتا ہے پھر ادھر کا حصہ ادھر دے کر دونوں کو چھوٹا بڑا کر دیتا ہے
پھر برابر کر دیتا ہے زمین و آسمان سورج چاند پر پورا پورا قبضہ اور تمام تر تصرف تیرا ہی ہے اسی طرح جاڑے کو گرمی سے
اور گرمی کو جاڑے سے بدلنا بھی تیری قدرت میں ہے بہار و خزاں پر قادر تو ہی ہے تو ہی ہے کہ زندہ سے مردے کو اور مردے
سے زندہ کو نکالے کھیتی دانے سے اور دانہ کھیتی سے درخت کھجور گٹھلی سے اور گٹھلی کھجور سے تو ہی پیدا کرتا ہے * تو
جسے چاہے اتنا مال دے جو نہ گنا جا سکے نہ احاطہ کیا جا سکے * ہم مانتے ہیں یہ تمام حکمت سے پر ہیں۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

تو ایسی قدرت والا ہے کہ رات کو رات کا حصہ دن میں داخل کر کے دن کو بڑھا دیتا ہے اور دن کا کچھ حصہ رات میں ڈال کر زیادہ فرماتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے چنانچہ آدمی کو نطفہ سے اور پرند جانور کو بیضہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے جیسے نطفہ آدمی سے اور بیضہ جانور سے نکلتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب فراخت کا رزق دیتا ہے۔ (جلالین)

۲۸۔ اب مسلمانوں کو یہ تاکید فرماتا ہے کہ اپنے قرابتوں کو ترک کر کے خدا کے دشمنوں سے ان کی شوکت ظاہری پر نظر کر کے دوستی اور صحبت نہ کرنا چاہیے اور جو ایسے کرے گا تو وہ خدا کی طرف داروں اور دوستوں میں کچھ بھی شمار نہ ہوگا البتہ اگر کچھ خوف جان و مال ہو تو ظاہر داری کا کچھ مضائقہ نہیں۔ (تفسیر حقانی)

حضرت عبادہ بن صامت نے جنگِ احزاب کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں میری رائے ہے کہ میں دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی * کفار سے دوستی و محبت ممنوع و حرام ہے انہیں راز دار بنانا ان سے موالات کرنا ناجائز ہے اگر جان و مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے (حاشیہ کنز الایمان)

خلاصہ: طریقِ دعا کی تعلیم بواسطۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ● مالکانہ تصرف کا حق و اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ● ملک یعنی سارا جہان ● نعمت عطا کرنا اور لیو لے واپس لے لینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے ● مَنْ تَشَاءُ (یعنی جسے تو چاہے) اس میں غرور و تکبر پر ایک شامل ہے ● جس چیز میں بندہ کا ارادہ و اختیار کو دخل نہیں وہ محض خیر ہی ہے ● کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت کے تابع و محکوم ہے ● رات اور دن، حیات و ممات میں جملہ تصرفات و تقلبات ارادۂ الٰہی سے ہوتے ہیں ● تقسیم رزق و دولت محض مشیت تکوینی کے مصالح کائنات کے اعتبار سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا اختیار کامل و عمومی ہے ● دشمنانِ خدا کے ساتھ دوستی رکھنے والے کو تنبیہ کہ اس کا مومنوں سے کوئی علاقہ نہ ہوگا البتہ جان و مال کے تحفظ کی مصلحت ہو تو محض اسی حد تک اجازت ہے ● ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی طرف واپس لوٹنا ہے ● اہل ایمان کو ایک دوسرے سے محبت اور خصوصی تعلق رکھنے کی تلقین فرمائی کہ کافروں کو دنیا دوست نہ بناؤ یہ اللہ کے بھی دشمن ہیں اور مومنین کے بھی۔ یہاں اور کئی اور جگہوں پر واضح فرمادیا کہ کافروں سے دوستی سے گریز لازمی البتہ حسب ضرورت و مصلحت ان سے صلح و معاہدہ کیا جاسکتا ہے اور تجارتی لین دین بھی کیونکہ یہ تمام معاملات "موالات" (دوستی و محبت) سے مختلف ہیں۔

فوائد: جیسی دعا مانگنی ہو رب تعالیٰ کو اسی نام سے پکارنا چاہیے * قرآن کریم میں دعا کے چار طریقوں کی تعلیم ہے صراحتاً مانگنا۔ صرف اپنی حاجات کا ذکر کرنا، مانگنے کے الفاظ نہ ہوں۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا۔ اس کے محبوب پر درود بھیجنا * رب مالک بھی اور مالک بنانے والا بھی * اللہ تعالیٰ اپنی ملک اپنا ملک اپنے بندوں کو دینے پر قادر ہے بلکہ عطا فرماتا بھی ہے * اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ملک عطا فرماتا ہے ہیں وہ رب مالک اصلی ہے اس کی ملکیت میں کوئی فرق نہیں آتا... لہذا بندوں کی عارضی ملک کے رب تعالیٰ کی حقیقی ملکیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا * اسماء الحسنیٰ کا وظیفہ ان کا مضمون سمجھ کے پڑھا جاتا ہے۔ (کنز الایمان تفسیر نعیمی)

قُلْ إِن تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوْءٍ ۛ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ أَمَدًا
بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ○ قُلْ إِن كُنتُمْ
تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ○

فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے* جس دن موجود پائے گا ہر نفس جو کی تھی اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کی تھی اس نے برائی تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان اور اس دن کے درمیان (حائل ہوتی) مدت دراز اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے (عذاب) سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر*
(اے محبوب) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے*
آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو۔ (۳/ ۲۹ تا ۳۲)

۲۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ چھپی ہوئی باتوں کو اور ظاہر کی ہوئی باتوں کو بخوبی جانتا ہے کوئی چھوٹی سی چھوٹی بات بھی اس پر پوشیدہ نہیں اس کا علم سب چیزوں کو ہر وقت ہر لحظہ گھیرے ہوئے ہے زمین کے گوشوں میں پہاڑوں میں سمندروں میں ہواؤں میں سوراخوں میں غرض جو کچھ جہاں کہیں ہے سب اس کے علم میں ہے پھر ان سب پر اس کی قدرت ہے جس طرح چاہے رکھے جو چاہے کرے جو چاہے جزا سزا دے جب اتنے بڑے وسیع علم والے اتنی بڑی عظیم وسعت قدرت والے سے ہر شخص کو ڈرتے رہنا چاہیے اس کی فرمانبرداری میں مشغول رہنا چاہیے اور اس کی نافرمانیوں سے علیحدہ رہنا چاہیے وہ عالم الغیب ہے قادر بھی ہے ممکن ہے کسی کو ڈھیل دے دے لیکن جب پکڑے گا تو پھر دوبارہ چھوٹنے کا موقع ملے گا نہ مہلت (ابن کثیر)

۳۰۔ اور یاد کرو اس دن کو کہ ہر ایک نے جو بھلائی کی اس کے سامنے ہو گی اور جو برائی کی اس کو یہ چاہے گا کہ کاش یہ برائی میرے پاس نہ آئے مجھ میں اور اس میں بہت فاصلہ تھا دوری ہو جاتی اور اللہ تم کو عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں پر نہایت مہربان ہے (جلالین)

۳۱۔ جب توحید ثابت ہو لی تو رشتہ کھل گیا پاس کچھ اس کے کوئی اور جگہ نہ رہا کہ ہم ان کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں۔ مقصود اللہ اور اس کی محبت ہے تو اس کے جواب میں فرماتا ہے اگر تم اللہ سے محبت ہے تو اس کے رسول کے کہنے پر چلو اس (ذات واحد) کی محبت کے واسطے عمدہ طریقہ بتا سکتے ہیں کہ جس سے

مہربانی ہو اور تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بھی بخش دے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ تمہارے خیالات فاسدہ
باعث محبت نہیں ہو سکتے اللہ کی محبت اس کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے وابستہ ہے۔ کیونکہ
اللہ کافروں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں محبت نہیں کرتا۔ (تفسیر حقانی)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت اختیار کرے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس کھڑے ہوئے تھے جنہوں
نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا تم اپنے آباء حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام
کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں
اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع و فرمانبرداری
کے بغیر قابل قبول نہیں۔ جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے وہ حضورؐ کی غلامی کرے اور حضورؐ نے بت پرستی کو
منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضورؐ کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعوے میں جھوٹا ہے (حاشیہ کنزالایمان)

۳۲۔ یہاں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عامہ ناس سے ہے * اور یہ لوگ کافر ہیں
جو اطاعت رسول سے منہ موڑے ہوئے ہیں خواہ محبت الٰہی کے کیسے ہی دعوے ان کی زبانوں پر ہوں (ماجدی)

۳۲۔ خدا کا قانون یہ ہے کہ ہدایت خلق کے لئے اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے جو ان کی پیروی و اطاعت کرتے ہیں
کامیاب ہوتے ہیں جو انکار و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں اس کی نصرت سے محروم رہتے ہیں چنانچہ اسی قانون کے ماتحت
اللہ کے رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہے اور ہمیشہ ایک ہی طرح کا نتیجہ ظہور میں آیا پیروی اور اطاعت کرنے والوں نے
کامیابی پائی اور مقابلہ کرنے والوں نے نامرادی (ترجمان القرآن)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ کو ہر چیز ہر بات ہر کام کا علم ہے لوگ خواہ اپنے سینوں کی باتوں کو چھپائیں یا انہیں
ظاہر کریں ان باتوں کو بہرحال اللہ پاک جانتے ہیں زمین و آسمانوں میں جہاں کہیں جو کچھ بھی موجود ہے سب
اسی کے بنائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے *
یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ مشرکین کو بھی دعویٰ محبت الٰہی تھا وہ لوگ اپنی مشرکانہ سرگرمیوں کو بھی
اسی محبت سے متعلق بتاتے تھے اور کہتے کہ بتوں کی پرستش بھی اسی غرض سے ہے کہ یہ تقرب الٰہی میں مدد کا کام
کریں گے ان کے ان تمام فاسد خیالات و اعمال کو رد کرتے ہوئے بتا دیا گیا کہ اپنے خودساختہ طریقوں سے
اللہ کی محبت اور رضا حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ایک ہی طریقہ اتباع و فرمانبرداری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے دعویداران محبت الٰہی کے لئے ایک کسوٹی اور معیار ہے کہ رسول اللہؐ پر ایمان لائیں اور ان کی اطاعت
کریں اسی ذریعہ سے وہ مقصد حقیقی یعنی محبت الٰہی حاصل کرنے کامیاب ہو سکتے ہیں * جو اللہ اور اس کے رسول
کے نافرمان ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت نہیں فرماتا۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ إِبْرٰهِيمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝
ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ
عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَآ أُنْثٰى ۗ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ۚ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ
وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام)

اور نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) اور عمران کے خاندان کو تمام دنیا پر برگزیدہ کیا تھا * وہ ایک دوسرے کی اولاد
سے تھے اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے * جب عمران کی بیوی نے (یہ) کہا کہ اے میرے رب میرے پیٹ میں
جو کچھ آ رہا ہے اس کو میں نے تیرے لئے نذر کیا سو تو مجھ سے قبول کر لے کیونکہ تو ہی سننے والا جاننے والا ہے * پھر جب
اس نے لڑکی کو جنم دیا تو کہنے لگی کہ اے رب میں نے تو (یہ) لڑکی جنی ہے اور اللہ ہی خوب جانتا تھا کہ
اس نے کیا جنا تھا اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس
کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں * (۳/۳۳ تا ۳۶)

۳۳۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو تمام جہان پر برگزیدگی عطا فرمائی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے
ہاتھ سے پیدا کیا اپنی روح ان میں پھونکی ہر چیز کے نام انہیں سکھائے جنت میں انہیں بسایا پھر اپنی حکمت کے اظہار
کے لئے انہیں زمین پر اتارا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جب کہ زمین پر بت پرستی قائم ہو گئی تو رسول بنا کر بھیجا پھر جب
ان کی قوم نے سرکشی کی پیغمبر کی ہدایت پر عمل نہیں کیا تو سوائے ماننے والوں اور نوح علیہ السلام کے باقی سب کو پانی کا عذاب
یعنی طوفان نوح بھیج کر ڈبو دیا۔ خاندان خلیل اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدگی عطا فرمائی اسی خاندان سے
سید البشر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عمران کے خاندان کو بھی اس نے منتخب کر لیا۔ (محمد از تفسیر ابن کثیر)

۳۴۔ یہ سب ایسے ذریت ہیں کہ بعض ان میں سے بعض سے نکلتے ہیں اور سلسلہ ان سب کا باہم ملتا ہے اور
اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (جلالین)

۳۵۔ عمران دو ہیں۔ ایک عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوبؑ۔ یہ تو حضرت موسیٰ و حضرت
ہارون علیہما السلام کے والد ہیں دوسرے عمران بن ماثان یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریمؑ
کے والد ہیں۔ دونوں عمرانوں کے درمیان اٹھارہ سو برس کا فرق ہے یہاں دوسرے عمران مراد ہیں
ان کی بی بی صاحبہ کا نام حنہ بنت فاقوذا ہے یہ حضرت مریم کی والدہ ہیں * "اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں
جو میرے پیٹ میں ہے خالص تیری ہی خدمت میں رہے" یعنی تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق
نہ ہو بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو۔ علماء نے واقعہ کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت زکریاؑ و عمرانؑ

مذکورہ بیوی زلفہ تھے فاقوذا کی دختر ایشاع جو حضرت یحییٰؑ کی والدہ ہیں اور ان کی بہن حنہ جو فاقوذا کی دوسری دختر حضرت مریمؑ کی والدہ ہیں وہ عمران کی اہلیہ تھیں ایک مدت تک حنہ کے اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ بڑھاپا آگیا۔ یہ الجلس کا خاندان تھا اور یہ سب لوگ اللہ کے مقبول بندے تھے ایک روز حنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اس کو بیت المقدس کا خادم بناؤں اور اس خدمت کے لئے حاضر کردوں جب وہ حاملہ ہوئیں اور انہوں نے یہ نذر مان لی تو ان کے شوہر نے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا اگر لڑکی ہوئی تو وہ اس قابل کہاں ہے اس زمانہ میں لڑکوں کو خدمت بیت المقدس کے لئے دیا جاتا تھا اور لڑکیاں عوارض نسائی اور زنانہ کمزوریوں اور مردوں کے ساتھ نہ رہ سکنے کی وجہ سے اس قابل نہیں سمجھی جاتی تھیں اس لئے ان صاحبوں کو شدید فکر لاحق ہوئی اور حنہ کے وضع حمل سے قبل عمران کا انتقال ہوگیا۔ (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

۳۵۔ حضرت مریمؑ کی والدہ ماجدہ بہ صد حسرت و یاس بارگاہ الٰہی میں مناجات کررہی تھیں کہ منت تو لڑکے کی مانی تھی کہ اسے ہیکل کی نذر کردیا جاتا اور وہ اس کی جاروب کشی اور مجاوری میں عمر بسر کردیتا۔ اولاد تو ہوئی مگر لڑکی تھی۔ لڑکا سے کیسے یہ نذر پوری ہوسکتی ہے۔ بنی اسرائیلی قانون اور دستور میں لڑکی کے لئے اس خدمت کی کوئی صورت ہی نہ تھی * والدہ حضرت مریمؑ کا یہ قول بہ طور اخبار نہ تھا بہ طور انشاء تھا اس میں کسی واقعہ کی خبر دینا نہ تھی اظہار رنج و ملال تھا (المنار) اس مولود سے جو عظمتیں وابستہ تھیں ان کی خبر ماں کو کیا ہوسکتی تھی ان سے تو بس اللہ ہی خوب واقف تھا۔ (روح المعانی) مریم سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عابدہ

فوائد: نبی غیر نبی سے مطلقاً افضل ہیں * انسان فرشتوں سے افضل ہیں * آدمیت ملکیت سے افضل ہے * بیٹی کی اولاد آل میں داخل ہے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام کو عمران کی آل کہا گیا حالانکہ وہ ان کے نواسے ہیں لہٰذا سادات کرام حضرت علیہ السلام کی آل ہیں * کچھ وقتوں کا اپنے آپ کو دین کے لئے خاص کردینا ضروری ہے * نذر شرعی کا پورا کرنا ضروری ہے * اولاد کی پرورش تعلیم و تربیت میں ماں کا بھی حق ہوتا ہے (نور العرفان تفسیر نعیمی)

خلاصہ: نعمت نبوت کے لئے جن برگزیدہ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمالیا ان میں سے حنہ کا نام کے ساتھ تذکرہ مبارک * درجہ اصطفاء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ و ارفع اور بلند تر ہیں حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا رحمت بنا کر پیدا کیا گیا * عمران حضرت مریمؑ کے والد ہیں۔ نو دو اور اولاد حضرت سلیمان علیہ السلام سے تھے ایک اور عمران ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد تھے یہاں اول الذکر مراد ہیں * مفسرین نے حضرت مریم کی والدہ کا اسم مبارک حنہ بتایا ہے * حضرت حنہ نے منت مانی تھی کہ انہیں جو بچہ ہوگا وہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر معبد عظیم (بیت المقدس) کی خدمت کے لئے مخصوص کردیں گی آخر جب امید سے تھیں کہ لڑکا ہوگا لیکن جب انہیں لڑکی تولد ہوئی تو انتہائی حسرت و یاس کہنے لگیں کہ اب میں اپنی نذر کیسے پوری کروں؟ کیونکہ بنی اسرائیل میں لڑکیوں کو بیت المقدس کی خدمت کی اجازت نہ تھی * ارشاد باری ہے اگرچہ اولاد نرینہ کی تمنا تھی وہ اس لڑکی کا کیا مقابلہ کرسکتا ہے۔ جو مرحمت ہوئی ہے وہ بڑی بابرکت ہے اور اپنے زمانہ کے لئے سرچشمہ ہدایت و ارشاد ہوگی۔ اس نومولود لڑکی کا نام "مریم" رکھا گیا یعنی باعظمت و بلند و رفیع الشان۔

[illegible]

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّ اَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَھُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝

سو اس کے پروردگار نے اس کو بوجہ احسن قبول کر لیا اور اس کو اچھا نشوونما دیا اور اس کا سرپرست زکریا کو بنا دیا جب کبھی زکریا ان کے پاس حجرہ میں آتے تو ان کے پاس کوئی چیز کھانے (پینے) کی پاتے (دیکھا) پوچھتے کہ مریم یہ کہاں سے تجھے مل جاتی ہیں وہ کہتیں یہ اللہ کی طرف سے آجاتی ہیں بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دے دیتا ہے * پس وہیں زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے عرض کی اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے کوئی پاکیزہ اولاد عطا کر بے شک تو دعا کا (بڑا) سننے والا ہے * پس (بعض) فرشتوں نے آواز دی اس حال میں کہ وہ حجرہ میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدا ہوں گے اور بڑے ضبط نفس کرنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے صالحین میں سے * (زکریا) بولے اے میرے پروردگار میرے بیٹا کس طرح ہوگا درآں حالیکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے ارشاد ہوا اسی طرح اللہ کر دیتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ (۳/۳۷تا۴۰)

۳۷۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنہ کی نذر کو خوشی قبول فرما لیا اور اسے بہترین طور سے نشوونما بخشی ظاہری خوبی بھی عطا فرمائی اور باطنی خوبی سے بھی سرفراز کیا اور اپنے نیک بندوں میں ان کی پرورش کرائی تاکہ علم، خیر، دین سیکھیں حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنا دیا * حضرت زکریا علیہ السلام جب کبھی ان کے پاس ان کے حجرے میں جاتے تو بے موسمی میوے ان کے پاس پاتے مثلاً جاڑوں میں گرمیوں کے میوے اور گرمیوں میں جاڑوں کے میوے * حضرت زکریا نے ایک دن پوچھ لیا کہ مریم تمہارے پاس یہ چیزیں کہاں سے آتی ہیں۔ حضرت مریم نے جواب دیا اللہ کے پاس سے وہ جسے چاہے بے حساب روزی دیتا ہے (بحوالہ ابن کثیر)

۳۸۔ حضرت زکریا نے جب یہ دیکھا تو آدھی رات کے وقت نماز کے واسطے اٹھے اور محراب میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی یہ عرض کیا کہ اے رب! مجھے اپنے پاس سے ولد صالح عطا فرما بے شک تو سننے والا دعا قبول کرنے والا ہے۔ (بحوالہ جلالین)

۳۹ ۔ حضرت زکریا علیہ السلام عالم کبیر تھے قربانیاں بارگاہ الٰہی میں آپ ہی پیش کیا کرتے تھے اور مسجد شریف میں بغیر آپ کی اجازت کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا جس وقت محراب میں آپ نماز میں مشغول تھے اور باہر آدمی داخلہ کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے دروازہ بند تھا اچانک آپ نے ایک سفید پوش جوان دیکھا وہ حضرت جبریلؑ تھے انہوں نے آپ کو فرزند کی بشارت دی جو اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ میں بیان فرمائی گئی * کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰؑ بن مریم ہیں * سید اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو حضرت یحییٰؑ مومنین کے سردار اور علم و حلم و دین میں ان کے رئیس تھے ۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

۴۰ ۔ یہ مژدہ سن کر (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے کہا الٰہی میں بوڑھا ہو گیا اور میری بیوی بانجھ ہے یہ کیوں کر ہوگا ۔ فرشتے نے کہا اللہ یوں ہی کر دیتا ہے اس پر کوئی بات مشکل نہیں بغیر اسباب ظاہرہ بھی وہ اپنے افعال ظاہر کر دیتا ہے ۔ (تفسیر حقانی)

۔ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ "میرے بیٹا کس طرح ہوگا" یعنی اس بشارت کے تحقق کی متعین صورت آخر کیا ہوگی؟ آیا میری جوانی عود کر آئے گی یا اور کوئی خاص انقلاب ہوگا؟ وعدہ الٰہی سے بے اعتباری کا بیان کوئی سوال نہیں حضرت (زکریا علیہ السلام) تو محض متعین صورت جاننا چاہتے تھے * استحضار قدرت الٰہی کے لئے پیمبر کو ذرا سا اشارہ کافی ہو گیا ۔ كَذٰلِكَ عود شباب وغیرہ کچھ بھی نہ ہوگا بس اسی موجودہ حالت کے ساتھ ولادت فرزند ہوگی ۔ (بحوالہ تفسیر ماجدی)

خلاصہ : حضرت حنہ کی نذر مقبول بارگاہ الٰہی ہوئی ۔ اور حضرت مریمؑ کی عمدہ پرورش اور اچھی نشو و نما ظاہر و باطن کی خوبیوں کے ساتھ ہوئی حضرت زکریاؑ ان کے کفیل مقرر ہوئے ہیکل کے ایک حجرہ کو ان کے قیام کے لئے مختص کیا گیا جہاں قدرت الٰہی سے بے موسم پھل آیا کرتے تھے جسے دیکھ کر حضرت زکریاؑ نے ان کی بابت دریافت کیا تو حضرت مریمؑ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کی طرف سے آتے ہیں ۔ حضرت زکریاؑ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ جب حضرت مریمؑ کو بے موسم پھل عطا ہو رہا ہے تو میرے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نواز سکتا ہے چنانچہ آپ نے دست دعا بلند کئے اور فرزند کی بشارت سے شادماں ہوئے ۔ حضرت زکریاؑ پر عنایات خصوصی اور عطائے ربانی کا یہ عالم کہ بچہ کا نام بھی تجویز فرما دیا گیا یعنی (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) اور ان کے اوصاف حمیدہ بھی بیان فرما دئیے گئے کہ وہ كَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ۔ مخدوم و مطاع سردار مومنین ۔ پاکباز اور نبی ہوں گے صالحین میں سے * حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ کہا کہ یہ کیوں کر ہوگا تو فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ جب بھی جو بھی چاہے یوں ہی کر دیتا ہے ظاہری اسباب کے بغیر بھی اپنی قدرت کاملہ سے نواز دیتا ہے

فوائد : کرامات اولیاء حق ہیں * ولایت عبادت پر موقوف نہیں بعض مادر زاد ولی ہوتے ہیں حضرت مریم صغر سنی میں ولیہ تھیں * نیک کام میں حرص جائز ہے * خادم کو پرورش کا حق ہے * مسجدوں میں محراب بنانا جائز ہے * فرزند کی خواہش سنت انبیاء ہے * نبی کی تشریف آوری اللہ کی رحمت ہے اس کا شکر ادا کرنا سنت انبیاء ۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ
الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ
عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ
مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ
لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ
لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ (حضرت زکریا نے) عرض کی اے میرے رب! مقرر فرما دے میرے لیے کوئی نشانی
فرمایا تمہاری نشانی یہ ہوگی کہ نہ بات کر سکو گے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار
کو بہت اور پاکی بیان کرو (اس کی) شام اور صبح * اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم! بے شک
اللہ نے چن لیا ہے تمہیں اور خوب پاک کر دیا ہے تمہیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہان کی عورتوں سے *
اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہو اپنے رب کی اور سجدہ کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ *
یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم وحی کرتے ہیں ان کی آپ کی طرف اور نہ تھے آپ ان کے پاس
جب پھینک رہے تھے وہ (مجاور) اپنی قلمیں (یہ فیصلہ کرنے کے لیے) کون ان میں سے سرپرستی کرے
مریم کی اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ (۳/ ۴۱ تا ۴۴)

۴۱۔ اب حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اس کی علامت طلب کرنے لگے تو ذات باری سبحانہٗ و تعالیٰ
کی طرف سے ارشاد کیا گیا کہ نشان یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔ رہو گے تندرست *
صحیح سالم لیکن زبان سے لوگوں سے بات چیت نہ کی جائے گی صرف اشاروں سے کام لینا پڑے گا
جیسے اور جگہ فرمایا گیا ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ یعنی تین راتیں تندرستی کی حالت میں۔ (اس طرح
تین دن مکمل حضرت زکریا علیہ السلام کی* تسبیح و تقدیس کا قدرتی انتظام ہو گیا علامت کی علامت
اور مصروف تسبیح و تقدیس کا اہتمام بھی) پھر حکم دیا کہ اس حال میں تمہیں چاہیے کہ ذکر (رب کثیرا) اور تسبیح میں مشغول رہو۔

* علامت زبان بندی اللہ تعالیٰ کی

۴۲۔ اور یاد کرو جب جبرئیل نے (حضرت) مریم سے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ فرمایا اور
مرد کے قریب ہونے سے پاک کیا اور تمہارے زمانے کی عورتوں میں تم کو بڑائی دی اور پسند فرمایا (جلالین)
ملٰٓئکۃ کا صیغہ جمع ہے یہ لازم نہیں آتا کہ کئی فرشتے ہوں۔ ملٰٓئکۃ سے مراد جنس ملائکہ بھی ہو سکتی ہے
اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے حضرت مریم کو بندگی عطا فرمائی۔ ماں کی دعا، منت، لڑکی ہونے کے باوجود
بیت المقدس کی خدمت، حجرہ میں بے موسم اعجازی انداز میں غذائیں وغیرہ۔ آپ کو اخلاقی پاکیزگی کا نمونہ بنایا جانا (بحوالہ ماجدی)

۴۳ - اقنتی قنوت سے بنا ہے۔ خیال رہے کہ عربی میں قنوط (ط) سے معنی یاس و ناامیدی ہے اور قنوت (ت) سے اس کے بہت معنی ہیں، خاموشی وقوموا للہ قانتین، اطاعت، نماز، قیام، اخلاص وغیرہ یہاں اس کے سارے معنی ہو سکتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے دنیا والوں سے خاموشی اختیار کرو، رب کے لئے قیام، نماز ادا کرو، رب کی عبادت کرو، اخلاص پیدا کرو، نماز پڑھو غرضیکہ اس ایک حکم میں بہت سے احکام دیدیئے گئے۔ واسجدی وارکعی مع الراکعین اگر پہلے قنوت سے قیام مراد ہے تو یہ جملہ اس کا تتمہ ہے کہ ان تینوں چیزوں میں نماز کے ارکان کا ذکر فرمایا گیا اور اس مجموعہ سے نماز مراد ہوئی اور اگر قنوت سے ہر عبادت مراد تھی تو یہ جملہ اس کی تفصیل ہے یا عام کے بعد خاص کا ذکر۔

۴۴ - اے محبوب! یہ مریم وحنہ زکریا و یحیٰی علیہم السلام کے واقعات ان غیبی خبروں میں سے ہیں جو ہم نے بذریعہ وحی آپ کو بتائیں ورنہ آپ نے نہ کتب تواریخ کا مطالعہ فرمایا نہ آپ کو مورخین کے ساتھ رہنے کا کبھی اتفاق ہوا اور نہ آپ بایں جسم شریف وہاں موجود تھے جب بیت المقدس کے خدام حضرت مریم کو حاصل کرنے اور ان کی پرورش کی عزت پانے کے لئے آپس میں جھگڑتے تھے اور یہ جھگڑا ختم کرنے کے لئے انہوں نے قرعہ ڈالا کہ توریت لکھنے کے قلم اگر دریا میں ڈالے اور طے یہ کیا کہ جس کا قلم تیر جائے یا پانی کے خلاف بہنے لگے وہ ہی حضرت مریم کا کفیل ہے اس قرعہ میں حضرت زکریا کو کامیابی ہوئی اور وہ ہی آپ کے کفیل بنے ان تمام واقعات کا تفصیل وار بیان فرمانا آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔ (تفسیر نعیمی)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے (کنز الایمان)

خلاصہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے بشارت فرزند پا کر عرض کیا کہ کوئی نشانی مقرر فرما دی جائے تو ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تک بات چیت نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست اور صحت مند رہو گے البتہ اشاروں کے ذریعہ کام لینا ہوگا۔ پھر انہیں پابند فرمایا گیا کہ شام صبح اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر حمد و ثنا میں مشغول رہیں ✱ حضرت مریم کی برگزیدگی، فضیلت اور بارگاہ الٰہی میں پسندیدگی کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا اور جملہ پسندیدہ اخلاق سے نواز کر پاک وصاف فرما دیا اور ان کے دور کی تمام عورتوں میں سب پر فضیلت و برتری عطا فرمائی ✱ ملائکہ نے ان سے کہا کہ ان تمام نعمتوں کا شکر کرو اور حق تعالیٰ کی اطاعت شعاری وفرمانبرداری کرتی رہیں سجدہ کرتی رہیں یعنی عبادت میں مشغول رہیں اور رکوع کرتی رہیں رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ یہاں حضرت مریم کی اطاعت وفرمانبرداری حق تعالیٰ، زہد وتقویٰ، پاکیزگی و برگزیدگی اور کمال عبودیت کو ظاہر فرمایا گیا ✱ تذکرہ مذکورہ واقعات منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم آپ کے پاس اے محبوب! ان سے متعلق وحی بھیجتے ہیں جس کے ذریعہ آپ لوگوں کو بتاتے ہیں یہ غیبی خبریں آپ کی نبوت کی دلیل ہیں"۔ اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی غیب کے علوم جانتے ہیں اور یہی ان کی نبوت کی قوی دلیل ہوتی ہے۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ
فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّٰلِحِينَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ
يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا
يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَىٰةَ وَالْإِنجِيلَ ۝

(آل عمران ۳/۴۵ تا ۴۸)

(وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی ان کا نام (ولقب) مسیح عیسیٰ بن مریمؑ ہوگا دنیا اور آخرت (دونوں) میں معزز اور مقربوں میں سے ★ اور وہ لوگوں سے گفتگو کریں گے گہوارہ میں بھی اور پختہ عمر میں بھی اور صالحین میں سے ہوں گے ★ وہ بولیں اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا دراں حالیکہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ارشاد ہوا ایسے ہی اللہ پیدا کر دیتا ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے جب وہ کسی بات کو پورا کرنا چاہتا ہے تو بس اس سے کہتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے ★ اور (اللہ تعالیٰ) انہیں کتاب و حکمت اور تورات و انجیل

۴۵۔ یہ خوشخبری حضرت مریم کو فرشتے سنا رہے ہیں کہ انھیں ایک لڑکا (تولد) ہوگا بڑی شان والا جو صرف اللہ تعالیٰ کے کلمہ "کن" کے فرمانے سے ہوگا۔ جس کا نام مسیح ہوگا عیسیٰ بیٹا مریم کا (علیہما السلام) ہر مومن انھیں اسی نام سے پہچانے گا مسیح نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ زمین میں وہ بکثرت سیاحت کریں گے ماں کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا باپ کوئی نہ تھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دونوں جہاں میں برگزیدہ ہیں اور مقربانِ خاص میں سے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی شریعت اور کتاب اترے گی اور بڑی بڑی مہربانیاں ان پر دنیا میں نازل ہوں گی اور آخرت میں بھی۔ اور اولوالعزم پیغمبروں کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے جس کے لئے اللہ چاہے گا وہ شفاعت کریں گے جو قبول ہو جائے گی (ابن کثیر)

۴۶۔ اور لڑکپن میں لوگوں سے بولیں گے کہ اس وقت جو وقت بولنے کا عادتاً نہیں ہوتا اور بڑے ہو کر بھی کہ اس وقت سمجھ بوجھ کے ہیں اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ (جلالین)

۴۷۔ حضرت مریمؑ نے جب فرزند کی بشارت اور ان کے اوصاف سنے تو از راہ تعجب یا تحقیق دریافت کرنے کے لئے بولیں کہ اے مولیٰ میرے بچہ کیوں کر ہوگا۔ مجھے تو مرد نے ہاتھ بھی نہ لگایا یا اے مولیٰ ابھی تو مجھے مرد نے چھوا نہیں فرزند کہاں سے ہوگا۔ ایسے ہی یا نکاح سے، اگر نکاح سے ہو تو نکاح کس سے ہوگا۔ جواب ملا کہ اے مریم تمہارے فرزند ایسے ہی بغیر نکاح اور بغیر شوہر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے پیدا کرے اس کی شان تو یہ ہے کہ جب کسی چیز کی پیدائش کا ارادہ فرمالیتا ہے تو نہ مادہ کی ضرورت نہ اسباب و اوزار کی حاجت نہ مشقت و محنت

کا ضرورت بس صرف کن فرما دیتا ہے کہ ہو جاتی ہے اس نے تمہیں بے موسم پھل دیے ۔ مٹی کے ڈھیلوں سے جو بے ، سڑے گلے بالوں سے سانپ ، گلے ہوئے باقلے سے مکھی ، سر کے میل سے جوں ، چارپائی کے میل سے کھٹمل بارش سے مینڈک، کیڑے مکوڑے پیدا کر دیتا ہے نہ وہاں نطفہ ہے نہ نر مادہ کا اختلاط تو کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ تمہیں بغیر شوہر فرزند بخشے ۔ (تفسیر نعیمی)

۴۸۔ یُعَلِّمُہٗ میں ضمیر مفعول ظاہر ہے کہ ولدِ مریمؑ یعنی حضرت عیسیٰؑ کی جانب ہے۔ حضرت کا جو مقامِ عظمت ان الفاظ سے بیان کرنا مقصود ہے وہ تو ظاہر ہی ہے لیکن خود حضرت مریمؑ کی بھی تشفیِ خاطر کا کتنا سامان ضمناً ہوا جا رہا ہے ارشاد گویا یہ ہو رہا ہے کہ تم غم نہ کرو اور پریشان نہ ہو بے شوہری اولاد کی بنا پر خلق تمہیں جتنا بدنام اور مطعون کرے گی اس کی تلافی کے لئے اولاد بھی تمہیں کس پایہ کی مرحمت کی جا رہی ہے * الکتاب یعنی کتب سماوی لفظ کتاب بطور اسم جنس استعمال ہوا ہے (روح المعانی) * الحکمۃ ۔ حکمت سے مراد یا جمیع امور دینی ہیں (اور اس سے ضمناً اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ پیغمبر دینی تعلیم ، اپنی کتاب یا صحیفہ کے علاوہ بھی دے کر آتے ہیں) اور یا تعلیم العلوم و تہذیب الاخلاق ۔ (روح المعانی ، تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر ماجدی)

خلاصہ : حضرت مریمؑ سے فرشتوں نے کہا کہ اے مریمؑ! آپ کو اللہ تعالیٰ ایک کلمہ یعنی فرزند کی بشارت دے رہا ہے جس کا اسم مبارک مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا وہ دونوں جہاں میں عزت و عظمت والے اور مقربانِ بارگاہِ حق سے ہوں گے * وہ لوگوں سے پالنے (گہوارہ ، ماں کی گود) میں گفتگو کریں گے اور بڑی عمر میں بھی ، اور وہ صالحین میں سے ہوں گے * حضرت مریم علیہا السلام نے بشارت فرزند پر حیرت و تعجب کے ساتھ عرض کیا اے پروردگار ! میرے کس طرح فرزند تولد ہوگا جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ ویسے ہی ہوگا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے جب کسی چیز کو وجود عطا فرمانا یا کسی کام کو پورا کرنا چاہے تو اس کو فقط کن یعنی "ہو جا" فرما دے تو وہ ہو جاتا ہے ۔ یہ اس کی شان و قدرت ہے ۔ قدرت الٰہی کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں وہ تو جب چاہے اسباب عادیہ و ظاہرہ کا سلسلہ ختم کر کے حکم کن سے پلک جھپکتے میں جو چاہے کر دے * بعض علماء نے کتاب سے مراد کتابت لیا ہے یعنی لکھنا یا انجیل و توراۃ کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ۔

فوائد : حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہوئے ○ کبھی اولاد کو شرافت ماں کی طرف سے بھی ملتی ہے اور کبھی ماں باپ کو اولاد کی طرف سے ○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم کتابت دیا گیا ○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم لدنی عطا ہوا کہ بغیر استاد سے پڑھے آسمانی کتابوں کے پورے واقف تھے ○ عیسیٰ علیہ السلام قرآن شریف اور حدیث شریف سے واقف ہو کر آسمان سے تشریف لائیں گے ○ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں ۔ سارے عالم کا نبی ہونا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم
مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَ
أُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا
تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم
مُّؤْمِنِينَ ○ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا (اور کہے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں
میں تمہارے لئے پرندہ کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ
کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں
اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاؤ اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو میں تمہیں بتا دیتا ہوں اس
میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو * اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں
جو میرے سامنے ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں
اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔ (۳/۴۹-۵۰)

۴۹۔ (اے مریم! اللہ تعالیٰ تمہارے فرزند باعظمت کو) بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجے گا اس بات کے
کہنے کے لئے کہ میرا یہ معجزہ دیکھو کہ مٹی لی اس کا پرندہ بنایا پھر پھونک مارتے ہی وہ بے جان جیتا جاگتا پرندہ بن کر
سب کے سامنے اڑنے لگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کے فرمان سے تھا * یہ ایک معجزہ تھا جو آپ کی نبوت کا نشان
تھا * اَکْمَہَ: اندھے یعنی ماں کے پیٹ سے بالکل اندھا پیدا ہونے والا * اَبْرَصَ: سفید داغ والے کوڑھی کو کہتے ہیں، ایسے
بیمار بھی اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰؑ اچھے کر دیتے تھے اور مردوں کو بھی اللہ کے حکم سے آپ جلا دیا کرتے تھے۔
اکثر علماء کا قول ہے کہ ہر ہر زمانے کے نبی کو اس زمانے والوں کی مناسبت سے خاص خاص معجزات باری تعالیٰ نے
عطا فرمائے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا بڑا چرچا تھا اور جادوگروں کی بڑی قدر و تعظیم تھی تو
اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ معجزہ دیا کہ تمام جادوگروں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان پر حیرت طاری ہوگئی اور
انہیں کامل یقین ہوگیا کہ یہ تو اللہ واحد و قہار کی طرف سے عطیہ ہے جادو ہرگز نہیں چنانچہ ان کی گردنیں
جھک گئیں اور یک لخت وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور بالآخر اللہ کے مقرب بندے بن گئے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبیبوں اور حکیموں کا دور دورہ تھا کامل اطباء اور ماہر حکیم علم طبعیت
کے پورے عالم اور لاجواب کامل الفن استاد موجود تھے پس آپ کو وہ معجزے دیئے گئے جس سے وہ سب
عاجز تھے کھلا مادر زاد اندھوں کو بالکل بینا کر دینا اور کوڑھیوں کو اس مہلک بیماری سے آرام دلانا

آسان نہیں بلکہ جمادات جو محض بے جان چیز ہے اس میں روح ڈال دینا اور قبروں کے مردوں کو زندہ کر دینا کسی کے بس کی بات ہے صرف اللہ کے حکم سے بطور معجزہ یہ باتیں آپ سے ظاہر ہوئیں * پھر حضرت مسیح کا اور معجزہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ نے فرمایا بھی اور کر کے دکھایا بھی کہ جو کوئی تم میں سے آج اپنے گھر میں جو کچھ کھا کر آیا ہو میں اسے بھی اللہ کے بتانے سے بتا دوں گا اور کل کے لئے بھی اس نے جو تیاری کی ہو مجھے اللہ کے معلوم کرانے سے معلوم ہو جاتا ہے اس میں میری سچائی کی دلیل ہے کہ میں جو تعلیم تمہیں دے رہا ہوں وہ برحق ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۵۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسرائیلیو تم ڈرو نہیں میں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ اسے سچا کرنے کے لئے آیا ہوں * میرا آنا تمہارے لئے روحانی نعمت ہے کہ تمہاری بدکرداریوں کی وجہ سے تم پر جو سختی کی گئی تھی اسے اٹھا دوں گا اور جو طیب و طاہر چیزیں تم پر حرام کر دی گئی تھیں ان کو حلال کر دوں گا۔ چیزوں کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود چیز ہی بری ہو تو اس کا حرام ہونا رحمت ہے * دوسری یہ کہ چیز تو اچھی ہو مگر قوم سرکش ہو اسے سزا دینے کے لئے ان پر پابندی لگانے کے لئے حرام کر دی گئی جیسے کہ سرکش قوموں پر فتویٰ لگا کر انہیں گھروں میں قید کر دیتے ہیں یہ شرک بہ نسلہ جرم نہیں تھا مگر ان کی سرکشی سے جرم قرار دیا گیا یہود پر حلال چیزوں کی تحریم دوسری وجہ سے تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لا کر اٹھا دیں یہ حرمت عذاب تھی اس کا اٹھانا رحمت * میں اپنے ساتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے دلائل اور نشان بھی لایا ہوں لہذا تم میری مخالفت نہ کرو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

خلاصہ: ہر قوم کی طرف مبعوث ہونے والے پیغمبروں کی طرح بنی اسرائیل کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت رسول مبعوث فرمائے گئے آپ کی دعوت بنی اسرائیل کی حد تک تھی عالمگیر نہ تھی * اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزات عطا فرمائے۔ معجزہ کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے پیغمبر واسطہ یا ذریعہ ہیں جس کا مقصد اس پیغمبر کی تائید و نصرت ہوتا ہے * حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل یعنی اللہ کے حکم سے مٹی کے پرندوں میں دم کر کے انہیں جیتے جاگتے پرندے بنا دینا، مادر زاد اندھوں کو بینا کر دینا، کوڑھیوں کو شفا بخشنا اور احیاء اموات یعنی مردوں کو زندہ کر دینا۔ یہ سب اعجازی تصرفات باذن اللہ ہیں جس کی تصریح و تاکید کے لئے اس فقرہ کی آیت شریفہ میں دو جگہ تکرار ہے * لوگ جو کچھ کھا کر آتے ہیں اور جو کچھ آئندہ کے لئے گھروں میں ذخیرہ کر رکھتے ہیں اس کے بتانے کا معجزہ اس حقیقت کا شارح ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مخفی چیزوں پر بھی مطلع فرماتا ہے۔ یہ سارے معجزات ایمان رکھنے والوں کے لئے ایک نشانی ہے * حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزرے ہوئے نبیوں، ان کے صحائف، ان کی شریعتوں اور تعلیمات حقہ کی تصدیق فرمانے کے لئے آئے وہ بعض چیزیں جو یہود پر حرام کر دی گئی تھیں محض ان کی سرکشی کے باعث تو ایسی چیزوں کی حرمت کو حلت میں تبدیل کرنے کے لئے ان کا ارشاد بجائے خود ایک آیت و نشانی ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی معجزات اور شریعت موسوی میں جو چیزیں حرام تھیں انہیں حلال قرار دینا نشان حقانیت ہے جو رب تعالیٰ کے پاس سے لائے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور حضرت مسیحؑ کی اطاعت کی تعلیم۔

إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ
مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ
آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝
إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ بے شک میرا اور تمہارا

(سب کا) پروردگار اللہ ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ یہی ہے سیدھا راستہ * پھر جب عیسیٰ (علیہ السلام)
نے ان سے کفر پایا تو کہے کون ہیں جو میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے
مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیے کہ ہم مسلمان ہیں * اے پروردگار ہمارے
ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں
لکھ لے * اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ (ان کے ہلاک کرنے کی) خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے
بہتر چھپی تدبیر والا ہے * یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا
اور تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہیں کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے پیروؤں کو قیامت تک
تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا
جس بات میں جھگڑتے ہو۔ (۳/۵۱ تا ۵۵)

۵۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا یا ہمارا رب ہے لہٰذا اسی (واحد و لاشریک کی) عبادت کرو کہ
صرف وہی لائق عبادت ہے) اور یہی سیدھی اور سچی راہ ہے (بحوالہ ابن کثیر)

۵۲ تا ۵۳۔ پھر جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی ایمان نہ لائے اپنے کفر پر قائم رہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ لوگ کفر پر ہی رہیں گے ایمان نہ لائیں گے اور (انہوں) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم میں کون ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا
کہ اس کی اعانت سے میں اللہ کے دین کی مدد کروں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار
ہم سب ایمان لائے اور اے عیسیٰؑ! تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ (جلالین)

لفظ حواری ' حور ' سے ماخوذ ہے جس کے معنی لغت میں سفید کے ہیں۔ اصطلاح میں حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے مخلص ساتھیوں کو ان کے اخلاص اور صفائی قلب کی وجہ سے یا سفید پوشاک کی وجہ
سے حواری کا لقب دیا گیا۔ حواریین ' حواری ' کی جمع ہے۔ بعض مفسرین نے حواریوں کی تعداد ۱۲

مستعمل ہے اور کبھی لفظ حواری مطلق "مددگار" کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اسی معنی سے ایک حدیث میں ارشاد
ہے کہ ہر نبی کا کوئی حواری یعنی مخلص ساتھی ہوتا ہے میرے حواری زبیر ہیں (قرطبی) بحوالہ تفسیر یا وہ شخص کہ جن کو
حواری (یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والے یا روشن دل) کہتے ہیں اور ان کے نام یہ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے صدق دل سے مرید و شاگرد ہو گئے تھے ۔ ۱۔ شمعون یا پطرس ۲۔ اندریاس ۳۔ یعقوب بن زبدی
۴۔ یوحنا ۵۔ فلیپوس ۶۔ برتولما ۷۔ تھوما ۸۔ متی ۹۔ یعقوب بن حلفائی ۱۰۔ تدی
۱۱۔ شمعون کنعانی اور ۱۲۔ یہودا اسکریوتی ۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۵۳۔ اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے
متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھیے ۔ (موضح القرآن)

۵۴۔ کفار بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا اور اپنے
ایک شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کا یہ بدلہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو ان کے قتل کے لئے آمادہ ہوا تھا چنانچہ یہودیوں نے
اسی کو اسی شبہ پر قتل کر دیا ۔ مسئلہ : لفظ مکر لغت عرب میں ستر یعنی پوشیدگی کے معنی میں ہے اسی لئے خفیہ
تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لئے ہو تو مذموم ہوتی ہے
مگر اردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اس لئے ہرگز شان الٰہی میں نہ کہا جائے گا اور اب
دین کو عربی میں بھی بمعنی خدع کے معروف ہو گیا ہے اس لئے عربی میں بھی شان الٰہی میں اس کا اطلاق
جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہوا وہ خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے ۔ (بحوالہ حاشیہ کنزالایمان)

۵۵۔ علم معانی کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی لفظ کا ایک حقیقی معنی ہو اور دوسرا مجازی تو حقیقی
معنی کو مجازی معنی پر ترجیح دی جاتی ہے ۔ تاج العروس میں لفظ "وفی" کا معنی " پورے کا پورا
لے لیا اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہنے دی" ہیں ✱ اس سے موت کا معنی بھی نکلتا ہے لیکن یہ مجازی
معنی ہے ✱ ایک لفظ کا حقیقی معنی ترک کر کے بغیر قرینہ کے اس سے مجازی معنی اخذ کرنے پر اصرار بے جا زیادتی ہے
یہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جو اس لفظ کے حقیقی معنی لئے جانے پر دلالت کرتے ہیں ✱ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ مرے نہیں اور قیامت سے پہلے وہ تمہاری طرف واپس آئیں گے
ان تصریحات کی موجودگی میں حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد نہیں ہو سکتا ✱ احادیث متواترہ سے
یہی چیز ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ۔ (بحوالہ ضیاء القرآن)

خلاصہ : اللہ تعالیٰ سارے عالموں کا سہارا تھامنے والا ہے سب کا پروردگار ہے اسی کی عبادت صراط مستقیم ہے ✱
یہود کی انکار ✱ حواریوں کا اقرار نصرت اسلام ✱ مکر بمعنی تدبیر خفیہ طریقہ پر دشمنان حق کی سازش کو
ناکام بنا دینا ✱ اثبات توحید و ابطال الوہیت مسیح ۔ عقیدہ حق تعالیٰ سے متعلق اطلاق ۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَ
اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ پھر جنہوں نے

انکار کیا سو ان کو تو میں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ
ہوگا ★ اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو اللہ تعالیٰ ان کا اجر ان کو پورا پورا دے گا
اور اللہ تعالیٰ کو نا انصاف پسند نہیں آتے ★ یہ آیتیں ہیں کہ جنہیں ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اور (یہ)
حکمت کا تذکرہ بھی ہے ★ اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ ایسے ہیں کہ جیسے آدم
جن کو مٹی سے بنایا پھر ان کو کہا ہو جاؤ سو وہ ہو گئے ★ حق تو وہی ہے جو آپ کے پروردگار کی طرف
سے ہے سو کہیں آپ شک میں نہ پڑ جائیں ★ پھر علم آجانے کے بعد بھی کوئی آپ سے حجت کرے تو
کہہ دیجئے کہ لو آؤ ہم تم اپنی اپنی اولاد کو بلوائیں اور اپنی اپنی عورتوں کو بھی (بلائیں) اور خود ہم
بھی اور تم بھی (جمع ہو جائیں) پھر سب (خشوع سے دعا کریں) اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (بھیج) ڈالیں۔

(۳/۵۶،۶۱)

۵۶ - مسیح علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے والے یہود اور آپ کی شان میں بڑھی چڑھی باتیں بنا کر
بہکنے والے نصرانیوں کو قتل و قید کی، مال اور سلطنت کے تباہ ہو جانے کی سزا دی اور آخرت کا عذاب
وہیں دیکھ لینا جہاں نہ کوئی بچا سکے گا نہ مدد کر سکے - (ابن کثیر)

۵۷ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کو پورا اجر ملے گا اور اللہ کو نا انصاف آدمی نہیں بھاتے
ان کو عذاب میں گرفتار کرے گا - (جلالین)

۵۸ ذالک - یعنی صحیح قصہ مسیح علیہ السلام - (کبیر) اشارہ بعید اظہار شرف و تکریم کے لئے ہے
(روح المعانی) من الآیات - یعنی آپ کی صداقت و نبوت کی نشانیوں میں سے، ارشاد ہو
رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات و واقعات جن پر یہود اور نصرانیوں دونوں کی تاریکیوں نے
غلو اور افتراء کے پردے ڈال رکھے ہیں جو آپ قرآن کے ذریعہ سے بالکل صحیح و حقیقی طور پر سنا رہے ہیں
یہ خود اس امر کی دلیل ہے کہ آپ مؤید من اللہ ہیں اور آپ وہی کہہ رہے ہیں جو عالم الغیب والشہادہ
آپ کو بتلا رہا ہے - الذکر الحکیم اشارہ اس طرف ہے کہ آپ کی رسالت پر دلیل ہونے کے علاوہ یہ

پسند نہیں کرتا ظالموں کو ★ یہ جو ہم تم پر پڑھتے ہیں آیتیں اور حکمت والی نصیحت ★ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے

میں نشانیاں ہیں بجائے خود بھی پر حکمت و پر معرفت ہیں۔ (بحوالہ ماجدی) آیات سے مراد یا قرآن پاک کی آیات ہیں

یا حضور علیہ السلام کی نبوت کی نشانیاں۔ ذکر سے مراد قرآن شریف ہے اور حکیم یا حکم معنی محفوظ سے

بنا یا حکمت سے (خازن بحوالہ لغتیں)

۵۹ - نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذرا کی طرف (القی) کئے گئے۔ نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے (معاذ اللہ) ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق اور بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنزالایمان)

۶۰ - (حضرت مسیح علیہ السلام کے انسان ہونے کی صفت جو کچھ کہا گیا ہے تو) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے امر حق ہے (اور جو بات خدا کی طرف سے حق ہو وہ ثابت اور اٹل حقیقت ہے کبھی مٹنے والی نہیں) تو (دیکھو!) ایسا نہ ہو کہ شک و شبہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (بحوالہ ترجمان القرآن)

۶۱ - یہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے۔ مباہلہ کے معنی ہیں دو فریق کا ایک دوسرے پر لعنت یعنی بد دعا کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف و نزاع ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے اس پر لعنت فرما اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ ۹ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ غلو آمیز عقائد رکھتے تھے اس پر بحث و مناظرہ کرتے تھا بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بھی ساتھ لیا اور عیسائیوں سے کہا تم بھی اپنے اہل و عیال کو بلا لو اور پھر مل کر جھوٹے پر لعنت کی بد دعا کریں۔ عیسائیوں نے باہم مشورہ کے بعد مباہلہ سے گریز کیا اور پیش کش کی کہ آپ ہم سے جو چاہتے ہیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر جزیہ مقرر فرمایا جس کی وصولی کے لئے آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جنہیں آپ نے امین امت کا خطاب عنایت فرمایا تھا ان کے ساتھ بھیجا۔ (ملخص از تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر وغیرہ)

خلاصہ: کافروں کے لئے دنیا و آخرت میں عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ★ ایمان اور عمل صالح کی بہترین جزا۔ اللہ کو ظلم کرنے والے

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ
كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَ
لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا
بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ
التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بے شک یہی ہے واقعہ سچا

اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بے شک اللہ وہی ہے غالب (اور) حکمت والا ہے
پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے فساد برپا کرنے والوں کو (میرے نبی!)
آپ کہیے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان
(وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں (کسی کی) سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ
کسی چیز کو اور نہ بنائے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس)
تو تم کہہ دو گواہ رہنا (اے اہل کتاب) کہ ہم مسلمان ہیں * اے اہل کتاب! کیوں جھگڑتے ہو تم
ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد کیا
([illegible]) ترجمہ شیخ محمود حسن (۳/۶۲ تا ۶۵)

۶۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا بیان فرمایا ہے حق اور سچ ہے اس میں
بال برابر بھی زیادتی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں اور وہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے (ابن کثیر)
۶۳۔ سو اگر وہ آپ کے ایمان سے منہ پھیریں تو بے شک اللہ فساد والوں کو جانتا ہے ان کو اس کا بدلہ دے گا (جلالین)
۶۴۔ اہل کتاب ۔ بمقابلہ مشرکین دوسرے گروہوں کے اسلام سے قریب تھے کہ اللہ کے رسولوں اس کی کتابوں وغیرہ کو
مانتے تھے پھر مدینہ منورہ و اطراف مدینہ میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ وہ اہل علم سمجھے
اور اولاد انبیاء بھی ان کے اسلام قبول کر لینے سے دوسروں کے ایمان لے آنے کی قوی امید تھی اس لئے
اس آیت میں خصوصی طور پر اہل کتاب ہی کو دعوت اسلام دی گئی کہ یہ ذریعہ اشاعت اسلام بنے
ارشاد ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سارے اہل کتاب سے تبلیغی رنگ میں یوں خطاب
کریں کہ اے اہل کتاب! ایسے دین کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے جس
میں مسلم اور غیر مسلم امیر و غریب بادشاہ و فقیر چھوٹے بڑے کالے گورے آقا غلام کا
کوئی فرق نہیں اور جو افراط و تفریط سے خالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم رب کے سوا کسی
کی عبادت نہ کریں انبیاء و اولیاء سب کو اللہ کا بندہ سمجھیں ان میں سے کسی کو معبود نہ بنائیں

اور کسی کو اللہ کا شریک نہ سمجھیں۔ نہ بتوں کو، نہ جاندار ستاروں کو، نہ صلیب کو، نہ کسی اور شئی کو۔ نیز کوئی کسی کو
اللہ کے سوا اپنا رب اور احکام کا مالک نہ بنائے۔ علماء و صلحاء سب کو دین کا معیار کار سمجھیں
خیال رہے کہ انسان کے سوا تمام جاندار چیزیں زندہ شکل ہوں یا غذا میں حرام ہیں یہ جملہ کے آخر
مگر یہ سینڈک کی غذا انہیں اپنی شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں انسان میں وہ مخلوق سے ہو نہ
زبان میں شفقت ہے نہ غم اس میں نہ شکل و شباہت میں نہ لباس میں۔ ان کے معبودوں کو ایک
رب والا اور ان سب کو اپنا مشترکہ قرار دینے والا اگر کوئی ہے تو وہ اسلام ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا
سواءٍ بیننا و بینکم۔ اگر وہ اس سے منہ موڑیں اور عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا ماننے اور
صلیب کی پرستش کرنے اور اپنے پادریوں کو احکام کا مالک ماننے پر ضد کریں تو آپ ان سے کہہ دو
کہ تم بیان میں گواہ ہو جاؤ اور آخرت میں بھی گواہ ہو جانا کہ ہم مخلص مسلمان ہیں۔ (اشرف التفاسیر)
۶۴۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں * جو کچھ اس کا ہے اس میں کسی دوسری ہستی کو شریک
نہ کیا جائے * کوئی انسان دوسرے انسان کو اپنے تئیں مقدس اور معصوم انسان سمجھ کر یا اسے خدا بنا لیا ہے *
توحید اور حق پرستی کا یہی طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا یہودیت اور نصرانیت
کی گروہ بندیاں اور ان کے عقائد و رسوم سب بعد کی پیداوار ہیں اور دین ابراہیمی سے
انحراف کا نتیجہ ہیں۔ اگر یہود و نصاریٰ اس بارے میں بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں "حضرت
ابراہیم کا طریقہ یہودیت یا نصرانیت کا طریقہ تھا" تو یہ جہل و تعصب کی انتہا ہوئی
کیونکہ یہ بات تو کسی بحث و دلیل کی محتاج نہیں کہ حضرت ابراہیم کے زمانے میں ان گروہ
بندیوں کا وجود ہی نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ یہ گروہ بندیاں حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح
علیہم السلام کے نام پر کی گئی ہیں اور یہ دونوں حضرت ابراہیم کے سینکڑوں برس بعد ہوئے تھے (ترجمان)
خلاصہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق) جو واقعہ بیان ہوا وہ صحیح اور حق ہے۔ اللہ تعالیٰ
ہی لائق عبادت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی غالب اور حکمت والا ہے * اس
حقیقت (توحید و رسالت) سے منہ پھیر لینا ہی فساد ہے۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں کو خوب جاننے والا
ہے * اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ * اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، شرک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ
کے سوا کسی کو رب نہ بنائیں۔ ان باتوں میں مسلمانوں کی بنا پر یہود و نصاریٰ کو دعوت حق * اگر لوگ
منہ پھیر لیں تو صاف کہہ دینا کہ تم اے اہل کتاب گواہ رہنا (دنیا و آخرت دونوں جگہ) کہ
ہم ہی خالص توحید کے علمبردار اور حق کے مبلغ ہیں، مسلمان ہیں یعنی تسلیم و رضا اور اطاعت و فرمانبرداری
حق تعالیٰ ہی * تورات و انجیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی حضرت ابراہیمؑ کا مسلک توحید
و حق پرستی تھا۔ یہودیت اور نصرانیت کی گروہ بندیاں اور رسوم و رواج بعد کی پیداوار ہیں۔ اور اپنی حنیفی سے

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ
عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا
وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰٓاَھْلَ
الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

ہاں تم لوگ وہی تو ہو جو ایسے امر میں جھگڑ چکے ہو جس کا تمہیں کچھ تو علم تھا سو (اب) ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے * ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ راہ راست والے مسلم تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے * بے شک ابراہیم (علیہ السلام) سے سب سے قریب لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو (ان پر) ایمان لائے اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی ہے * اہل کتاب میں سے ایک گروہ تو یہی چاہتا ہے کہ تمہیں گمراہ کر دے حالانکہ وہ بجز اپنے اور کسی کو گمراہ نہیں کرتے اور (اس کی بھی) خبر نہیں رکھتے * اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں سے کیوں انکار کئے جاتے ہو حالانکہ تم گواہ ہو * اے اہل کتاب! تم حق کی تلبیس باطل کے ساتھ کئے جاتے ہو اور حق کو چھپائے جاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہوتے ہو۔ (۳/۶۶تا۷۱)

۶۶۔ ان دونوں فرقوں (یہود و نصاریٰ) کو اس بے علمی جھگڑے پر اللہ تعالیٰ ملامت کرتا ہے کہ اگر تم بحث و مباحثہ دینی امور پر جو تمہارے پاس ہیں کرتے تو کوئی حرج کی بات تھی تم تو اس میں گفتگو کرتے ہو جس کا تم دونوں کو مطلق علم نہیں تمہیں چاہیے کہ جس چیز کا علم نہ ہو اسے اس علیم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرو جو ہر چیز کی حقیقت کو جانتا ہے اور تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے اسی لئے فرمایا اللہ جانتا ہے اور تم محض بے خبر ہو (تفسیر ابن کثیر)

۶۷۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے نہ نصرانی اور نہ مشرکوں میں سے تھے بلکہ وہ پورے مسلمان موحد سب مذہبوں سے پھر کر مذہب حق اور دین مستقیم کی طرف متوجہ ہونے والے تھے (جلالین)

۶۸۔ یہی ذکر تھا ہر فریق (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ آپ فرماتا ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا واسطہ نسل اور اولاد ہونے سے نہیں بلکہ اتباع سے کسی

[illegible]

منقطع کر کے ساتھ محبت و اختصاص اس کے اتباع سے مربوط ہے۔ رسمی باتوں سے کوئی ثمرہ نہیں۔ اصلی متبع ابراہیم (علیہ السلام) کے یہ نبی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت ہے جو اصل ملت کے پیرو ہیں (تفسیر حقانی)

اسی لئے قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا۔ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (النحل-۱۲۳) علاوہ ازیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام نبیوں میں سے کچھ دوست ہوتے ہیں میرے ولی (دوست) ان میں سے میرے باپ اور میرے رب کے خلیل (ابراہیم علیہ السلام ہیں) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی (ترمذی بحوالہ ابن کثیر) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا والی ناصر و محافظ ہے۔

۶۹ - یہ آیت حضرات معاذ بن جبل، حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی جن کو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے اور یہودیت کی دعوت دیا کرتے تھے اس میں بتایا گیا کہ یہ ان کی ہوس خام ہے وہ ان کو گمراہ نہ کر سکیں گے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

۷۰ - رب تعالیٰ کے حضور، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار رب تعالیٰ کی ساری آیتوں کا انکار ہے کیونکہ آپ کا ماننا سب کا ماننا ہے کیونکہ اس کتاب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا تو رب تعالیٰ نے اس انکار کو آیات اللہ کا انکار قرار دیا۔ (نور العرفان)

۷۱ - تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اپنی کتابوں کی (یہود) آمیزش کرتے ہیں کہ حق بالکل باطل کے تحت ہی دب کر رہ جاتا ہے یا اصل حق کو ڈھانپ لیتا ہے اور تاویل بڑھتے بڑھتے صریح تحریف بن جاتی ہے (بحر المحیط) تَكْتُمُونَ الْحَقَّ حق کو اس طرح سے چھپاتے ہیں اور چھپا لیجاتے ہیں جہاں جہاں نبی علیہ السلام کی صفات موجود ہیں وہاں عبارتیں کچھ کی کچھ کر دیتے ہیں وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ یہ سب کچھ اپنے قصد و ارادہ سے کر رہے ہو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ منفی ہو رہا ہے (تفسیر ماجدی)

خلاصہ: یہودیوں اور نصرانیوں سے متعلق اس حقیقت کا ارشاد کہ وہ ایسی باتوں پر جھگڑا کرتے تھے جن کا انہیں کچھ نہ کچھ علم ہو تو گو تھا لیکن اب ان کی بے علمی کا جھگڑا کھلا ہے کیا اس بارے میں جس کے متعلق انہیں کچھ معلوم ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی علیم ہے * حنیف کے معنی ہر باطل سے منہ موڑ کر ہمہ تن حق و صداقت کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو صرف اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے قائل تھے * اہل حق سے تعلق و تقرب کا اظہار ان کی سچی پیروی ہے * اہل کتاب اہل حق کو گمراہ کرنے کی کوشش [illegible] کر رہے ہیں لیکن وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے * لبس کے معنی ڈھانپ دینا یا کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط کر دینا۔ یعنی نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا
لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ
مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے یہ کہا تھا کہ مسلمانوں پر جو کچھ نازل

کیا گیا ہے شروع دن میں تو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو انکار کر دو تاکہ مسلمان بھی (تمہارے ساتھ) پھر جائیں
اور (صدق دل سے) کسی کی اور بات کا اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے ساتھ جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔ (اے حبیب)
آپ کہہ دیجئے کہ حقیقتاً ہدایت تو اللہ کی طرف کی ہدایت ہے ایسی باتیں اس لئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل
رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی یا وہ لوگ غالب آجاویں تم پر تمہارے پروردگار کے نزدیک (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم)
آپ کہہ دیجئے کہ بے شک فضل تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ اس کو جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت
والا اور سب کو جاننے والا ہے * جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرما لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے (سورۃ آل عمران)

ہے۔ یہ بعض لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ صبح جا کر ایمان لے آؤ۔ مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھو اور شام
کو پھر مرتد ہو جاؤ تاکہ اجنبی لوگوں کے دل میں یہ خیال گزرے کہ آخر یہ لوگ جو پلٹ گئے تو ظاہر ہے کہ انہوں نے
اس دین میں نقصان یا برائی دیکھی ہو گی تو کیا عجب کہ ان میں سے کوئی ہماری طرف لوٹ آئے۔ غرض یہ ایک
حیلہ جوئی تھی کہ شاید اس سے کمزور ایمان والا لوٹ جائے کہ یہ جاننے بوجھنے والے لوگ جب اس دین میں
آئے نمازیں پڑھیں پھر جو اسے چھوڑ دیا تو ضرور ہی اس میں کوئی زوال اور نقصان دیکھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

(حقانی)

— بعض یہود نے بعض سے اور باہم یہ صلاح کی کہ کچھ آدمی تم میں سے قرآن پر ایمان لاؤ شروع دن میں اور
شام کے وقت پھر جاؤ اور انکار کر دو تاکہ مسلمان بھی اپنے دین سے پھر جائیں اور یوں خیال کریں کہ یہود جو مسلمان
ہو کر پھرے تو ضرور ان کو مذہب اسلام کا باطل ہونا محقق ہوا ورنہ باوجود اہل علم ہونے کے یہ کیوں اسلام سے پھرتے
ہوئے۔ (اور یہ بھی کہا کہ) بجز اس کے کہ جو تمہارے دین پر چلے کسی کو نہ مانو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!)
کہہ دیجئے کہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کی ہدایت ہے۔ اس سے اس (حسد) سے کہ جیسا (دین) ان کو
دیا تھا اور کسی کو (کیوں) دیا جاتا ہے یا (اس خوف سے کہ) مسلمان ان کو رب تعالیٰ کے روبرو ملزم (نہ) ٹھہرا دیں۔
یعنی یہود جو ایسی باتیں کرتے ہیں اس کے دو سبب ہیں اول ان کو اس بات کا حسد ہے کہ جیسا دین اور
کتاب و شریعت ان کو دی گئی تھی ویسی اوروں کو یعنی قوم عرب اور مسلمانوں کو دی گئی دوم یہ بھی خوف ہوا کہ
اگر ان کی بات کی تصدیق کریں گے تو وہ ہمارے مسلمات سے ہم کو قائل کریں گے اس لئے کہہ دیا کہ جو تمہارے

دین میں تو جیسے اس کی بات ہی نہ مانو کیوں کہ اگر مانو گے تو وہ بھی صاحب شریعت وکتاب ماننے پڑیں گے اور تم پر
الزام بھی قائم کریں گے اپنے خیال میں انھوں نے اللہ کے فضل ورحمت کو روکنے کی کوشش کیا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ
کی رحمت عام ہے وہ سب کا پروردگار ہے (تفسیر حقانی)

۔ (یہود کا کہنا تھا کہ) نبوت صرف بنی اسرائیل کا حق ہے ان کے سوا کسی اور قبیلہ کو نہیں مل سکتی * سارے یہود
صرف اس بنا پر قرآن کو اور اسلام سے دور کرتے تھے ان علما یہود کا یہ مقولہ ہے یعنی تم زبان سے اسلام
کی حقانیت کا اقرار کر لینا مگر دل سے نہ کرنا * خیال رہے کہ نبوت کا بنی اسرائیل سے خاص ہونا
یہود کا بہتان تھا اس کا ذکر کتب الٰہیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرما دیا کہ نبوت
ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے خاص کر دی گئی * فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے " نبوت اللہ تعالیٰ
کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے ۔ (بحوالہ نور العرفان)

اہل کتاب کی بنیادی گمراہی کہ انھوں نے دین وصداقت کو صرف اپنی نسل و گروہ ہی کا ورثہ سمجھ رکھا تھا
اور کہتے ہیں : یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی شخص ہمارے گروہ ہی سے نہ ہو اور پھر دین وصداقت رکھتا ہو
یا کسی فرد اور قوم کو ہم سے بہتر دین وصداقت کی کوئی بات مل سکے جو کچھ ملنا تھا ہمیں مل چکا (ترجمان القرآن)
۲ ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رحمت سے مراد اللہ کا ذکر ہے ۔ ابن جریج نے فرمایا
ہے کہ اس سے اسلام اور قرآن مراد ہے بعض کا قول ہے کہ اس سے نبوت مراد ہے (روح المعانی) اس جملے کے دو
معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے یا اسے مخصوص رحمت فرماتا ہے
دوسرے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ذریعہ اپنی نعمتوں سے خاص کرتا ہے * فضل بمعنی فضیلت بھی ہوتا ہے اور
بمعنی فاضل بھی بمعنی اصل پر زائد اور بمعنی تفضل بھی (مہربانی کرنا) یہاں ہر معنی ہو سکتے ہیں (خازن) بحوالہ انوار التنزیل
خلاصہ : یہاں یہودیوں کے مکر و فریب کا ذکر ہو رہا تھا اور بتایا کہ کس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے آپس میں
طے کیا کہ صبح ایمان لاؤ اور شام انکار کر دو تاکہ اس طرح وہ لوگوں کے قلوب میں شکوک پیدا کر سکیں * یہ بھی کہا کہ آپس میں
کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہو تو سوائے اپنے ہم مذہب لوگوں کے کسی کی بات کا یقین نہ کرو * ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے
اختیار میں ہے وہ جسے ہدایت دے تو پھر اسے کوئی بھی حیلہ راہ راست سے نہیں ہٹا سکتا * یہود نے آپس میں کہا کہ یہ بھی مت
مانو کہ تم جیسا کسی کو دین مل سکتا ہے یا کوئی اور دین ہو سکتا ہے * حالانکہ فضل و کرم اللہ کے ہاتھ ہے اس کے فضل
کو صرف اپنے ہی خاندان کے لیے اپنے ہی گروہ و قبیلہ میں محدود و مخصوص جاننا یہود کی غلطی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں
نبوت کا تاج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر رکھا * یہود حق کو جانتے تھے مگر ان کا بغض و حسد اپنے غم و حسد کے
سبب کر رہے تھے کہ ان کے گمراہ لوگ ان کی اتباع کی ... اور ان کو یہ اندیشہ تھا کہ دعوت حق کی فراست
ان کا اثر قائم ... (یعنی یہود کا) حق کو چھپانے کا راز کھل جائے گا * اللہ تعالیٰ مختار ہے کہ کسی پر اپنا فضل فرماتا ہے کسی کو نوازتا ہے
اسی کی رحمت میں ہی وسعت رکھتی ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ بعض اہل کتاب تو ایسے ہیں کہ اگر انہیں تو خزانے کا امین بنا دے تو بھی وہ تجھے واپس کر دیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تو انہیں ایک دینار بھی امانت دے تو تجھے ادا نہ کریں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تو اس کے سر پر ہی کھڑا رہے، یہ اس لئے کہ انہوں نے یہ رکھا ہے کہ ہم پر ان جاہلوں کے حق کا کوئی گناہ نہیں، یہ لوگ باوجود جاننے کے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں ★ کیوں نہیں (مواخذہ ہوگا) البتہ جو شخص اپنا قرار پورا کرے اور پرہیزگاری کرے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے ★ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۳/۷۵ تا ۷۷)

۷۵۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہودیوں کی خیانت پر (آگاہ) فرماتا ہے کہ ان کے دھوکے میں نہ آجانا۔ ان میں بعض تو امانت دار ہیں اور بعض بڑے خائن۔ بعض تو ایسے ہیں کہ خزانے کا خزانہ ان کی امانت میں ہو تو جوں کا توں حوالے کر دیں گے تو پھر چھوٹی چھوٹی چیزوں میں وہ بددیانتی کیسے کریں گے۔ اور بعض ایسے بددیانت ہیں کہ ایک دینار بھی واپس نہ دیں، ہاں اگر ان کے سر پر چڑھ جاؤ تقاضا برابر جاری رکھو اور حق طلب کرتے رہو تو خواہ امانت نکل بھی آئے ورنہ ہضم ہی کر جائیں۔ جب ایک دینار پر یہ بددیانتی ہے تو بڑی رقم کو کیوں چھوڑنے لگے ★ ابن ابی حاتم میں حضرت مالک بن دینار کا قول ہے کہ دینار کو اس لئے دینار کہتے ہیں کہ وہ دین یعنی ایمان بھی ہے اور نار یعنی آگ بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق کے ساتھ لو تو دین، ناحق لو تو نار یعنی آتش دوزخ۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس بہت سا مال امانت رکھو تو وہ بلا کم و کاست واپس کر دیں جیسے کہ عبداللہ بن سلام کو کسی نے ان کے پاس ایک ہزار اوقیہ سونے کی امانت رکھی انہوں نے بجنسہ اس کو واپس کر دیے اور بعض اہل کتاب ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھا جائے تو واپس نہ کریں

خیانت کر لیویں۔ مگر جب تک اس سے جدا نہ ہو تو دیتے جب اس سے جدا ہو صاف انکار کر دیتے کہ تیرے پاس کب امانت تھا جیسے کعب بن اشرف کہ اسکے پاس قریشی نے ایک دینار امانت رکھا تھا اس نے اس کا انکار کر دیا اور نہ دیا یہ خیانت کرنا اور نہ دینا اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ عرب کو تکلیف دینے اور ستانے میں ہم پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں کہ ان لوگوں کا مال ہمارے لئے آیا کہ جو دین میں ہمارا مخالف ہے اس پر ظلم اور زیادتی کرنا درست ہے اور اس کو اللہ کا حکم سمجھتے ہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں* حالانکہ وہ اپنے جھوٹ کو جانتے بھی ہیں۔ بلکہ بالضرور ان سے مواخذہ ہوگا اور جو عہد و قصور پورا کرنے پر تیار ہوگی جس نے اللہ کا حکم پورا کیا اور امانت ادا کی اور اللہ کے خوف سے ناحق سے بچا اور نیک کام کئے سو بے شک اللہ اس کو دوست رکھتا ہے اور ان کو ثواب عطا فرمائے گا (تفسیر جلالین)

ہے۔ یہ آیت یہود کے احبار اور ان کے رؤسا ابو رافع و کنانہ بن ابی الحقیق کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا تھا انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے لئے کیا* مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت کرے نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا حضرت ابوذر رضی (راوی) نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا۔ حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لئے قسم کھائے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے۔ صحابہ رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو فرمایا۔ اگرچہ ببول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

خلاصہ: دیانت تو ہر حال میں دیانت ہے اور خیانت ہر حال میں خیانت ہے۔ دین و مذہب کا اختلاف ان حقائق کو معطل نہیں کر سکتا۔ جو امانت داری کرے گا اس کا اجر و ثواب پائے گا اور جو خیانت اور بد دیانتی کرے گا اس کی سزا پائے گا اور اللہ تعالیٰ رحمتوں سے دور رہے گا* کسی چیز کا مقبول ہونا اور ہے اور اچھی چیز کی تعریف کرنا اور ہے* ہندی کی دو دنیا وسیع النظر ہے* دائن کو یہ حق ہے کہ وہ مدیون سے اپنا حق وصول کرنے تک اس کا پیچھا کرتا رہے (قرطبی ج ۴) * ادائے امانت بہت ضروری ہے اسی طرح وعدہ پورا کرنا بہت ضروری ہے* جھوٹی قسم بڑا گناہ ہے* قسم سے حق ثابت نہیں ہوتا بلکہ خصومت دفع ہو سکتی ہے* موصوف بد بیکاروں کا آخرت میں حصہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کلام رحمت سے مشرف نہ فرمائے گا ان پر نگاہ رحمت نہ ہوگی انہیں پاک و صاف کیا جائے گا اور دردناک عذاب سے ماخوذ فرمائے گا۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ اور بے شک ان میں ایک فریق وہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ تاکہ تم خیال کرو (ان کی) اس (اپنے لکھے) کو بھی اصل کتاب سے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بھی اللہ کی طرف سے (اترا) ہے حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کے پاس سے اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر* نہیں ہے مناسب کسی انسان کے لئے کہ (جب) عطا فرما دے اسے اللہ تعالیٰ کتاب اور حکمت اور نبوت تو پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر (وہ تو یہ کہے گا کہ) بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی اور بوجہ اس کے کہ تم خود بھی اسے پڑھتے تھے* اور وہ (مقبول بندہ) نہیں حکم دے گا تمہیں اس بات کا کہ بنا لو فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا (تم خود سوچو) کیا وہ حکم دے سکتا ہے تمہیں کفر کرنے کا بعد اس کے کہ تم مسلمان بن چکے ہو۔ (۳/۷۸ تا ۸۰)

۷۸۔ یہاں بھی انہی یہودیوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کا ایک گروہ یہ بھی کرتا ہے کہ کلام کو اس کی جگہ سے ہٹا دیتا ہے خدا کی کتاب بدل دیتا ہے اصل مطلب اور صحیح معنی خبط کر دیتا ہے اور جاہلوں کو اس چکر میں ڈال دیتا ہے کہ کتاب اللہ یہی ہے پھر یہ خود اپنی زبان سے بھی اسے کتاب اللہ کہہ کر جاہلوں کے اس خیال کو اور مضبوط کر دیتے ہیں اور جان بوجھ کر خدا پر افترا کرتے اور جھوٹ بکتے ہیں۔ زبان موڑنے سے مطلب یہاں تحریف کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ یہ لوگ تحریف کرتے تھے مخلوق میں ایسا تو کوئی نہیں جو کسی کتاب خدا کا لفظ بدل دے ہاں یہ لوگ تحریف اور بے جا تاویل کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور اہل کتاب میں بعض ایسی جماعت (گروہ) ہیں جیسے کعب بن اشرف کہ کتاب اللہ میں اپنی طرف سے وہ عبارتیں پڑھتے ہیں جو بنائی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی نہیں ہیں نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ اور عبارت بدل کر پڑھتے ہیں اور زبان کو ایسی طرح موڑتے اور پھیرتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ یہ پڑھتے ہیں کتاب اللہ ہی سے ہے اللہ کا بھیجا ہوا ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں وہ کہتے ہیں یہ اللہ کا بھیجا ہوا حکم ہے حالانکہ وہ

اللہ کا حکم نہیں اور جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ (جلالین شریف)

۷۹۔ نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شانِ نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔ (کنز و خزائن)

ربانی کے معنی عالم فقیہ اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں * علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہیے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہو اس کا علم ضائع اور بے کار ہے۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

۸۰۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ پیغمبر لوگوں کو یہ تعلیم دے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب کا شریک مان لو یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ تم راہِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے اطاعت کرتے ہوئے انبیاء کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور وہ تمہیں بجائے ایمان کے کفر کی تعلیم دے کر رب تعالیٰ سے اور بھی دور کر دیں وہ حضرات تو بندوں کو رب تعالیٰ سے قریب کرنے کے لئے آتے ہیں نہ (کہ) دور کرنے کے لئے۔ یہ چیزیں جب ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں تو نبوت کے ساتھ کیونکر جمع ہو سکتی ہیں لہٰذا تم جھوٹے ہو انبیاء کرام پر جھوٹی تہمت لگاتے ہو۔ کوئی پیغمبر شرک و کفر کی تعلیم نہیں دے سکتے * غلط تعلیم کو انبیاء کرام کی طرف نسبت دینے والا اعلیٰ بے دین ہے کہ افسوس نے اپنے تراشے ہوئے عقیدے پیغمبر کی طرف نسبت کر دیے * غیرِ خدا کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے۔ (تفسیر نعیمی)

خلاصہ: بعض علماء یہود کا یہ طریقہ تھا کہ توریت کی جن آیات میں حضور سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک ہوتا یا تو ایسے لب و لہجہ سے ان آیات کو پڑھتے کہ مطلب بگڑ جاتا یا الفاظ و اعراب میں ردو بدل کر دیتے یا ان آیتوں کا غیر صحیح مطلب و مفہوم لوگوں کو بتایا کرتے تھے۔ یہ ان کی بڑی فنی تھی کہ آیات کے معانی میں تحریف کر دیتے عوام کتاب اللہ کا بیان سمجھتے حالانکہ ایسا نہ تھا یہ اس گروہ کی افترا پردازیاں تھیں * یہ ممکن ہی نہیں اور کسی انسان کی شان ہی نہیں کہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے اسے اپنی کتاب علوم ظاہری و باطنی اور نبوت عطا فرمائے اور اسے لوگوں کا ہادی بنا کر بھیجے کہ وہ بندہ بجائے ہدایت دینے کے لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائے اور کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے پجاری بن جاؤ یہ ناممکن ہے۔ ہاں حضرات انبیاء تو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ اے لوگو تم اللہ والے بن جاؤ اور علم و عمل کے جامع اور رب تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن جاؤ کیونکہ اے اہلِ کتاب تمہارے پاس تو رشد و ہدایت کا آسمانی صحیفہ موجود ہے تم خود اسے پڑھتے بھی ہو اور درس بھی دیتے ہو اگر تم نے خود اس سے ہدایت نہ لی تو کیا حاصل *

نبیوں اور فرشتوں (یا کسی اور کو) رب والی صفات کا حامل مان کر پوجنا کفر ہے۔ یہ کام کسی نبی سے نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم کرے۔ بلکہ نبی کا کام تو ایمان کی دعوت دینا ہے جو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کا نام ہے۔ اس حقیقت کی روشنی میں کیا کوئی نبی تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ تمہیں ہمیشہ ایمان و صداقت کی طرف بلاتا ہے

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ
رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ
اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت (کی قسم) سے دوں پھر تمہارے پاس رسول اس (چیز) کی تصدیق کرنے والا آئے جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس (رسول) پر ایمان لانا اور ضرور اس کی نصرت کرنا (پھر) فرمایا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟ وہ بولے ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ★ پھر جو کوئی اس کے بعد بھی روگردانی کرے گا سو یہی لوگ نافرمان ہیں ★ سو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا (کسی طریقہ کو) تلاش کر رہے ہیں؟ درآں حالیکہ اس کے فرمانبردار ہیں جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں (خواہ یہ فرمانبرداری) رضا و اختیار سے ہو یا بے اختیاری سے اور سب اسی طرف لوٹائے جائیں گے ★ آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا ہے اور اس پر جو ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحٰق اور یعقوب (علیہما السلام) اور اولادِ (یعقوب علیہ السلام) پر اتارا گیا ہے اور اس پر جو موسٰی (علیہ السلام) اور عیسٰی (علیہ السلام) اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے ہم ان میں سے باہم کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اسی (اللہ) کے فرمانبردار ہیں۔ (۳/۸۱ تا ۸۴)

۸۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام تک کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ● حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے (محبوب) نبی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی وہ یہی تلقین کر دے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی تابعداری میں لگ جائے (تفسیر ابن کثیر)

— اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کیا تم نے اس کا اقرار کر لیا اور میرا عہد اور حکم مان لیا ان سب نے عرض کیا ہم نے قبول کیا اور اقرار کر لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اپنی جانوں اور اپنی پیروی کرنے والوں پر اس اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ تم پر اور ان پر گواہ ہوں۔ (جلالین)

۸۲ - (تو جو کوئی اس) عہد (کے بعد پھرے) اور آنے والے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرے (تو وہی لوگ فاسق ہیں) یعنی خارج از اسلام (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

۸۳ - آسمان و زمین کی ہر چیز ملائکہ و بنی آدم اہل ایمان تو از خود اور حجر و شجر و کفار جبراً اسی کے آگے سر نگوں ہیں ہر آن زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ دراصل الٰہ حق وہی ہے جو مجھ کو مجبور انہ میدانِ وجود میں کھینچ لا رہا ہے بے اختیار جوانی پر بڑھاپا، مرض تندرستی آتی ہے اسی طرح ہر چیز عالم ہستی سے پھر اسی کی طرف چلی جا رہی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ وہی پیدا کرتا ہے اور وہی فنا کرتا ہے اس کے سوا کسی کو حق نہیں کہ وہ معبود بنایا جائے یہی دین اصلی ہے اس کے برخلاف دینِ اللہ نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر حقانی)

۸۴ - آپ اعلان فرما دو کہ ہم مع اپنے مسلمان جماعت کے اللہ اور اس قرآن پر ایمان لائے جو ہم پر اترا نیز ان تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لے آئے جو حضرات ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اور اس پر بھی ہمارا ایمان ہے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور سارے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ملیں۔ ہم انبیاء کرام کے درمیان یہود کی طرح ایمان میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں۔ بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور کیوں نہ لائیں ہم تو رب تعالیٰ کے مطیع ہیں۔ (نعیمی)

خلاصہ : اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ جب تمہارے پاس رسول مصدق خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی نصرت کریں ● اکابر مفسرین فرماتے ہیں یہاں "رسول" سے مراد حضور اکرم خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ● انبیاء کا اقرار، اقرارِ صالح اور حلف موکد کے برابر ہے ● مجبوراً کو قرار کیا جاتا ہے اور دینی عقیدہ درست کو ظاہر اللہ کو اقرار حق کر دینے کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کیا جاتا ہے اس لئے اسے اقرار کہتے ہیں (تفسیر کبیر) ● اصر کے لفظی معنی بوجھ کے ہیں مراد عہد ہی ہے۔ (قرطبی) ● قیامت تک واجب الاتباع حضور ختمی مرتبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نجات آپ ہی کی اطاعت پر منحصر ہے ● یہود و نصاریٰ کو تنبیہ کہ رسول اللہ ؐ کی بعثت شریفہ کے بعد ان پر ایمان لانے کے بجائے اپنے مذاہب پر قائم رہنا اس عہد کے خلاف ہے جس کی انحراف کفر ہے ● فاسقون فسق سے بنا بمعنی نکل جانا تقویٰ و پرہیزگاری سے نکلنے کو بھی فسق کہتے ہیں اور اسلام سے نکل جانے کو بھی یہاں دوسرے معنی مراد ہیں (نعیمی) ● کائنات کی کوئی شے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مشیت سے باہر نہیں ● خوشی و ناخوشی ہر حال فرمانبرداری ● دینِ اللہ "اسلام" ہے اسی حقیقت کا اعلان رسول اللہ ؐ کی زبان اقدس سے کروایا جا رہا ہے کہ وہ تمام مقدس ہستیاں جن کو بارگاہ الٰہی سے نبوت کا شرف بخشا گیا اور ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں ہم ان سب کو مانتے ہیں اور ان سب کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں ● یہی اسلام کی حقیقت ہے اور اسی پر نجات کا دار ۴۳

۴۳ خیال رہے کہ ہمارا ایمان قرآن شریف پر بھی ہے اور پچھلی ساری آسمانی کتابوں پر بھی مگر فرق یہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان بھی ہے اور عمل بھی مگر پچھلی کتابوں پر ایمان ہے عمل نہیں کہ وہ سب منسوخ شدہ ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ
حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ
جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ
تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ
اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش (اختیار، طلب) کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا ★ اللہ تعالیٰ ایسی قوم (ایسے لوگوں) کو کیسے ہدایت دے گا جو کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد اور وہ (پہلے خود) گواہی دے چکے تھے کہ رسول برحق ہیں اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالم (بے انصاف) لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ★ ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی فرشتوں اور انسانوں کی سب کی لعنت ہو (ہمیشہ پڑتی رہے) ★ (کہ) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی ★ مگر جن لوگوں نے کہ (سچے دل سے) اس کے بعد توبہ کر لی اور سدھر گئے تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت والا اور بڑا رحم والا ہے ★ بے شک جو ایمان لا کر کافر ہو گئے پھر اور بھی کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی اور وہی گمراہ بھی ہیں ★ بے شک جو کافر ہوئے اور حالت کفر میں ہی مر گئے تو وہ اگر معاوضہ (تاوان، فدیہ) میں زمین بھر سونا بھی (اپنی مغفرت کے لئے) دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور کوئی بھی ان کے لئے مددگار نہ ہوں گے۔ (۳/۸۵ تا ۹۱)

۸۵ - دین حق اسلام کے سوا جو شخص کسی اور راہ پر چلے تو اس کے اعمال اور بظاہر اچھے کام بھی مقبول نہ ہوں گے اور آخرت میں وہ نقصان میں پڑا جیسے صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۸۶ - اللہ تعالیٰ اس قوم کو راہ پر نہیں لاتا جو ایمان لانے اور پیغمبر کے سچے ہونے کی گواہی کے بعد دین سے پھر جاوے اور کفر اختیار کرے حالانکہ اس کے پاس ظاہر دلیلیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے

کی توفیق اور اللہ ظالموں اور کافروں کو راہ نہیں بتاتا۔ (جلالین)

ایسے تیرہ باطن اور سیاہ قلب لوگوں کو کیوں کر ہدایت ہو کہ جو قبل ظہور نبی علیہ السلام ان کی کتب سابقہ میں بشارتیں دیکھ کر ان پر ایمان رکھتے تھے اور اس رسول کے برحق ہونے کی گواہیاں بھی دیا کرتے تھے، باوجود اس کے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بے شمار معجزات بھی دیکھ چکے ہیں لیکن پھر بھی عناد سے منکر ہو گئے سو ایسے ازلی بدبختوں کو ہدایت نہیں ہوتی۔ (تفسیر حقانی)

۸۷۔ ان کی سزا دنیا میں اللہ کی فرشتوں کی اور سب خدا شناس لوگوں کی پھٹکار اور آخرت میں عذاب الیم ہے

۸۸۔ (ایمان لاکر کفر اختیار کرنے والے لعنتیوں کی ذلت و خیبت میں کبھی کمی نہ ہوگی) بلکہ اس لعنت میں یا لعنت کے عذاب میں ہمیشہ ہی گرفتار رہیں گے اس طرح کہ ہر وقت لوگ انہیں لعنت کرتے رہیں گے یا ہر وقت عذاب ہوتا رہے گا نہ کبھی ان کا عذاب ہلکا ہو نہ احساس عذاب میں کچھ فرق پیدا ہو اور نہ کبھی مہلت دی جائے گی کہ کچھ دن کے لئے عذاب موقوف ہو جائے تاکہ راحت پا کر تازہ دم ہو جائیں بلکہ مسلسل اور ایک رخ عذاب رہے گا۔ (نعیمی)

۸۹۔ حارث بن سوید انصاری کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تب وہ مدینہ منورہ میں تائب ہو کر حاضر ہوئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمائی (کنز الایمان)

۹۰۔ گمراہ کامل انتہا درجہ کے گمراہ (تکبیر) پڑے تو ہی کفر و ارتداد میں اور جا پڑے کہ اب ان کے دوسرے اعمال حسنہ کا حاصل ہی جائے سو بغیر ایمان و اعتقاد صحیح کے ان کے اعمال پر سرے سے "حسنہ" و "صالحہ" کا اطلاق ہی نہ ہونا تھا چہ جائیکہ ان پر اجر و صلہ کی توقع رکھی جائے۔ (تفسیر ماجدی)

۹۱۔ وہ لوگ جو زندگی بھر کفر و طغیان کی راہ پر گامزن رہے * یہاں تک کہ (کفر ہی کی حالت میں) موت کے جھونکے نے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ ان کی بخشش کی کوئی صورت نہیں اگر وہ بے اندازہ سونا بھی فدیہ کے طور پر ادا کرنا چاہیں گے تو رد کر دیا جائے گا اور کوئی ان کی شفاعت بھی نہ کرے گا۔ (ضیاء القرآن)

خلاصہ: جس نے اسلام اختیار کیا تھا ان کی نجات ہے اور جنہوں نے اسلام سے روگردانی کی ہے تو اس کے اعمال نہ آج مقبول ہوں گے نہ کل۔ آخرت میں وہ خسارے میں ہوں گے اور عذاب و حزن میں مبتلا ہوں گے * رسول برحق اور دلائل کو دیکھ کر ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنے والے ہدایت الٰہی سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں راہ نہیں بتاتا جو بے انصاف ظالم اور بے ڈھنگے ہیں * اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور حق شناس انسانوں کی ان پر لعنت ہوتی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب بھی * اس لعنت و عذاب میں وہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے * ارتداد کے بعد ندامت پھر توبہ بشرط اخلاص کے ساتھ "حیلہ مغفرت و رحمت حق تعالیٰ" ہے * ایمان سے پھر کر کفر میں اپنے کفر میں بڑھتے رہنے "(اگر بوقت موت توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی) محروم توبہ اور انتہا درجہ کا گمراہ ہوتا ہے * ۳۴